ان الله علیٰ کل شیء قدیر

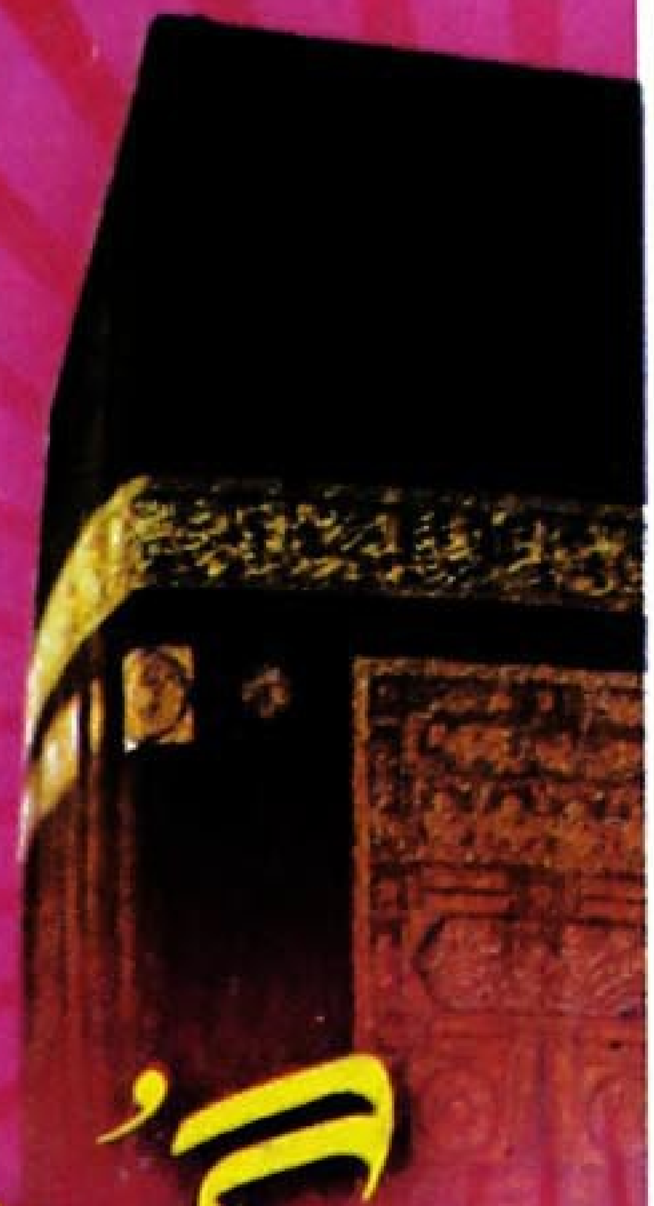

گستاخانِ اہلِ خدا کا انجام

مؤلفہ
علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

Marfat.com

Marfat.com

گستاخانِ

اہلِ خدا کا انجام

مؤلفہ

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

خانہ کتب رضوی قادری

گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575

Marfat.com

11169

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿فیضان رحمت﴾

غواص بحر معانی حضور شیخ الاسلام مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

کتاب	گستاخانِ اہل خدا کا انجام
مولف	غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے
ایڈیٹنگ	محمد اکرام مجددی ایم اے
کمپوزنگ	محمد بلال مصطفےٰ مجددی
ناشر	عبدالمجید چوہدری
تحریک	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
پروف ریڈر	غلام دستگیر احمد مجددی
اشاعت اول	1100
سال اشاعت	جنوری 2008ء محرم الحرام 1428
قیمت	160

ملنے کا پتہ

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

Marfat.com

انتساب

حضرت والا درجت، ناشر زہد و طریقت، وارث عرفان حقیقت

حضرت مولانا محمد نور الدین سرکار نقشبندی قدس سرہٗ

کے نام

جو

میرے عطا پاش بھی ہیں اور میرے خطا پوش بھی ہیں

غلام مصطفٰے مجددی نوری ایم اے

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
	انتساب	1
9	خدا کا ادب	2
10	حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا ادب	3
13	ادب کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں	4
15	روضہ مصطفےٰ ﷺ کا ادب	5
17	انبیا کرام علیہم السلام کا ادب	6
18	فرشتگان نور کا ادب	7
20	مصحف قرآنی کا ادب	8
23	کعبہ مشرفہ کا ادب	9
28	والدین کا ادب .	10
31	صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ادب	11
34	اولیا اور علما کا ادب	12
36	تبرکات اولیا کا ادب	12
38	اس کتاب کا مقصد وحید	13
41	حضرت آدم علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	14

Marfat.com

15	حضرت نوح علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	45
16	حضرت ہود علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	50
17	حضرت صالح علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	53
18	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	57
19	حضرت لوط علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	60
20	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	63
21	حضرت یوشع علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	74
22	پیغمبر حضورا علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	76
23	حضرت الیاس علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	77
24	حضرت داؤد علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	80
25	حضرت زکریا اور یحییٰ علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	83
26	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام	85
27	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا انجام	86
28	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخوں کا انجام	89
29	اہل بیت رضی اللہ عنہم کے گستاخوں کا انجام	104

Marfat.com

باادب بامراد بے ادب محروم ماند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موجودہ دور میں ہر چیز ترقی کر رہی ہے، آبادی بڑھ رہی ہے...... مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے...... سکولوں، کالجوں یونیورسٹیوں کی تعداد زیادہ ہو رہی ہے...... تعلیم بھی عام ہے...... فکروفن بھی مائل عروج ہے...... تہذیب وتمدن کے افکار اور اقدار بھی فروغ پا رہے ہیں...... انسان اپنی جدید ٹیکنالوجی کی بدولت چاند سے گزر کر مریخ اور مشتری پر کمندیں ڈال رہا ہے...... لیکن...... ایک شے مسلسل کم ہو رہی ہے...... گھٹ رہی ہے...... زوال وانحطاط کا شکار ہو رہی ہے...... اور وہ ہے ادب، یاد رکھیں، خوب یاد رکھیں، اگر ادب نہیں تو کچھ نہیں، ادب نہیں تو نماز نہیں، ادب نہیں تو روزہ نہیں، ادب نہیں تو حج نہیں، ادب نہیں تو زکوٰۃ نہیں، ادب نہیں تو کلمہ توحید نہیں، بے ادبی اور گستاخی وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے جو عقائد واعمال کے خرمن کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے، یہ وہ خزاں ہے جو اوصاف وکمالات کے گلشن کو

Marfat.com

اجاڑ کر ویرانہ بنا دیتی ہے، لہذا سنبھل جایئے! کسی کی بے ادبی کا ارتکاب نہ کیجئے، خود قرآن پاک شاہد ہے، ایک عبادت گزار تھا...... شب زندہ دار تھا...... معلم الملکوت تھا...... بیت المعمور کا خطیب، مدرس اور منتظم تھا، ہزاروں سال تک مسند تدریس پر رونق افروز ہو کر قدسیان نور کو درس توحید سے سرفراز کیا کرتا تھا...... انجام کیا ہوا، افسوس! اس کی نیکیوں کے گلستان تباہ ہو گئے، عقیدوں کے چراغ بجھ گئے...... فرشتوں کا روشن خیال استاد دوزخی ہو گیا، ملعون بن گیا، مردود ٹھہر گیا،...... دوسری طرف ایک کتا،...... سگ بے مایہ...... خود بھی پلید، ذات بھی پلید، حسب اور نسب بھی پلید، ظاہر و باطن بھی پلید، مخلوق خدا میں انتہائی قابل نفرت...... لائق حقارت...... اور پیکر ذلت اچانک قدر و منزلت کا سزاوار ہو گیا، جنت کا حقدار بن گیا، آخر کیوں؟

ہمیں تو فکر بسیار کے بعد یہی نتیجہ موصول ہوا ہے کہ اس عابد باوقار نے ایک محبوب خدا کی بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کیا تھا جس نے اسکی ہزاروں سال کی عبادت و ریاضت کو برباد کر دیا...... جبکہ اس سگ بے وقار نے چند اہل خدا کی خدمت اور منزلت کو پہچان لیا اور ان کے ادب و احترام میں اپنی حیات مستعار بسر کر دی؛ جس کی بدولت وہ دنیوی اور اخروی کامیابی سے ہمکنار ہو گیا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

آہ! آج خدا تعالیٰ کا وہ ادب نہیں رہا...... حضور محمد مصطفےٰ کریم ﷺ کا وہ ادب نہیں رہا...... انبیا اور اولیا کا وہ ادب نہیں رہا...... قرآن پاک کا وہ ادب نہیں رہا...... والدین اور اساتذہ کا وہ ادب نہیں رہا...... جدید تہذیب نے ہماری

Marfat.com

نوجوان نسل کو بے ادب اور گستاخ بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے...... اظہار رائے کی آزادی نے ہر قابل احترام ہستی کی حیثیت اور اہمیت کو چیلنج کر دیا ہے، کلمہ بھی پڑھا جا رہا ہے اور حضور پیغمبر نور، نور علیٰ نور، شافع یوم نشور ﷺ کی بے عیب ذات و صفات میں نقص بھی تلاش کیے جا رہے ہیں، انگریزوں نے برصغیر اور دیگر اسلامی ریاستوں میں قدم رکھتے ہی سب سے پہلے امت مرحومہ کے دل و دماغ سے محبت مصطفوی کی روشنی کو بجھانے کیلئے غداروں کی خدمات حاصل کیں، ہم نے جنت المعلی اور جنت البقیع کے قبرستان دیکھے، جن مقدس قبروں اور مزاروں میں علم و آگہی کے شاداب گوہر چھپے ہوئے تھے، ان کو اپنے حسد اور ہوس کے بلڈوزروں سے پامال کیا گیا، کیا یہودی اور عیسائی قومیں براہ راست یہ کام کر سکتی تھیں، ہر گز نہیں، اگر اس جرم کا ارتکاب کرتیں تو سارا عالم اسلام سینہ سپر ہو جاتا، انہوں نے اس شقاوت ازلی اور عداوت قلبی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ان توحید پرستوں کو خریدا جن کی زبان پر کلمہ تھا، بغل میں قرآن تھا، تن بدن پر جبہ تھا، ماتھے پر نشان سجدہ تھا، ہاتھ میں تسبیح کی مالا تھی، لہذا زمانے نے دیکھا کہ برگزیدہ لوگوں کی قبروں اور مزاروں کو مشرکین عرب کے بتوں سے تشبیہ دے کر مسمار کر دیا گیا، آج بھی بے ادبی و گستاخی کا طوفان زوروں پر ہے، عین کعبہ مشرفہ کے سامنے ٹانگیں پھیلائی جاتی ہیں، قدموں میں قرآن رکھا جاتا ہے، مواجہہ حسنہ کی طرف پشت کی جاتی ہے، لوگوں کے چہرے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پھیر دیئے جاتے ہیں، ان کی تعظیم کرنے والوں کو مشرک اور بے ادبی کرنے والوں کو موحد سمجھا جاتا ہے، یہ کیا ہو رہا ہے، یہ کیوں ہو رہا ہے؟ کیا یہ بے ادبی اور گستاخی ایمان اور توحید کی معراج ہے، نہیں ہر گز نہیں، لوگو! ڈرو اس آگ سے

Marfat.com

جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور جو منکروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

خدا تعالیٰ کا ادب:

ایک مسلمان کو سب سے پہلے خدا تعالیٰ کا ادب کرنا چاہئے، اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے وقت اپنا سر ننگا رکھنا اور بے ڈھنگے انداز سے کھڑا ہونا گستاخی ہے، حضرت سرکار انبیا ﷺ اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور خشیت سے سرشار تھے، وحی الٰہی کے وقت آپ کی حالت انتہائی متغیر ہو جاتی تھی، عذاب وعقاب والی آیتوں کی تلاوت کرتے تو خوف خدا سے لرزہ براندام ہو جاتے تھے، صحابہ کرام نے بھی ادب خدا کا کما حقہ خیال رکھا، ان کی صلح بھی اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی تھی اور ان کی جنگ بھی اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی تھی، ان کی محبت اور نفرت، حیات اور موت سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے تھی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہودیوں کے ایک فرد گستاخ نے اللہ تعالیٰ کیلئے فقیر اور اپنی قوم کیلئے غنی کا لفظ ادا کیا تو آپ نے غیرت ادب خدا کی وجہ سے اسکو سزا دی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید وحمایت میں قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی، لقد سمع الله قول الذين كفروا .... بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات سنی ہے جو انہوں نے کہا کہ اللہ تو فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو ہمیں تہ دل سے اسکا ادب واحترام بھی کرنا چاہئے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عالم تنہائی میں بھی اپنے سر انور پر عمامہ شریف یا کوئی کپڑا رکھا کرتے تھے، ایک دن کسی خدمتگار نے عرض کیا کہ عالم تنہائی میں تو اس اہتمام کی کوئی ضرورت نہیں، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے، گویا ہمیں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خیال کرنا چاہئے، حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ توبہ سے پہلے عادی قسم کے شرابی تھے، آپ ایک دن شراب خانے سے

Marfat.com

باہر نکلے تو دیکھا کہ زمین پر کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہے اور اس پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی ہے، آپ نے اس کو ادب واحترام کے ساتھ کسی بلند مقام پر رکھ دیا، اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادائے حسن ادب اس قدر پسند آئی کہ ایک ولی کامل کے ذریعے پیغام بھیجا، اے بشر حافی! تو نے میرا نام بلند کیا تو میں نے تیرا نام بلند کر دیا، پھر انہیں توبہ کی توفیق نصیب ہوئی اور ولایت کے اعلیٰ درجات مقدر ہوئے، یہ ہے فیضان ادب!

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ طہارت خانے میں گئے، وہاں دیکھا کہ ایک لوٹے پر کسی نے ''اسم اللہ'' لکھا ہوا تھا، آپ نے گھبرا کو لوٹا اٹھایا، خوب اچھی طرح صاف کیا اور درویشان در سے فرمایا کہ میں جب بھی پینے کیلئے پانی طلب کروں تو مجھے اس لوٹے میں پانی پیش کرنا، آپ نے اس لوٹے کیلئے چبوترے کا اہتمام بھی کیا، ایک دن الہام ربانی سے سرفراز ہوئے کہ اے احمد سرہندی تو نے میرا نام اونچا کیا ہے، میں نے تیرا نام اونچا کر دیا، تاریخ اسلام میں ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ عرفان خدا کی دولت جسے بھی حاصل ہوئی ہے تو اسی ادب کی بدولت حاصل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کو اچھے اچھے ناموں سے یاد کرو جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں، اس ذات مبارک کے کسی کام پر اعتراض نہ کرو اور ہمیشہ اسکی عظمت و رفعت کے ترانے آلا پا کرو۔

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

حضرت محمد مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، دانائے غیوب، طالب ومطلوب، منزہ عن کل عیوب ﷺ کے ادب واحترام کا بار بار حکم صادر فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو

Marfat.com

بھی تبدیل کرنے کا حکم دیا ہے جس سے کسی نہ کسی طرح کوئی بے ادبی اور گستاخی کا پہلو نکلتا ہے، مثلاً صحابہ کرام آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کرتے تھے، ''راعنا'' حضور ہماری رعایت فرمایئے، اس لفظ کو یہودیوں نے ''راعینا'' کر کے پڑھنا شروع کر دیا جس کا معنی ہے ہمارا چرواہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پوری آیت نازل فرمادی:

یاایھاالذین امنوالا تقولواراعناو قولواانظرنا واسمعواوللکفرین عذاب الیم ہ اے ایمان والو! راعنا نہ کہواور یوں عرض کرو حضور ہم پر نظر کرم رکھئے اور پہلے ہی سے بغور سنواور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ ﴿سورۃ البقرہ:۱۰۴﴾

معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں ہلکا لفظ بولنا حرام ہے اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہواور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے، نیز جس لفظ کے دو معنی ہوں، اچھے یا برے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور والا ﷺ کیلئے استعمال نہ کئے جائیں تا کہ دوسروں کو بدگوئی کا موقعہ نہ ملے، اللہ تعالیٰ کو میاں نہ کہو کیوں کہ میاں کے معنیٰ مالک بھی ہیں اور خداوند بھی، لہذا اب اللہ تعالیٰ کو مالک کے معنیٰ میں بھی میاں نہ کہو۔ ﴿نور العرفان ص ۲۴﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح وتحمید سے پہلے اپنے محبوب پاک، صاحب لولاک ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا ہے، فرمایا: وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃواصیلاً، اوراس رسول کی تعظیم اورتوقیر کرواور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو ﴿سورۃ الفتح آیت:۹﴾ اس سے معلوم ہوا کہ ہروہ تعظیم جوخلاف شرع نہ ہو، حضور ﷺ کی ادا کی جائے، یعنی ان کو اللہ یا اللہ کی مثل نہ کہا جائے، انہیں سجدہ سر نہ کیا جائے باقی جواحترام کے الفاظ ملیں عرض کر دیں، توقیر میں کوئی

Marfat.com

قید نہیں، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ جیسے لوگ مدینہ منورہ میں سواری پر سوار نہ ہوا کرتے تھے، یہ اسی حکم توقیر سے ثابت ہے، پھر معلوم ہوا کہ ادب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر خدا سے بھی مقدم ہے، کیونکہ ذکر خدا سے مومن اور منافق کی پہچان نہیں ہوتی، یہ ادب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس سے مومن الگ ہو جاتے ہیں اور منافق الگ ہو جاتے ہیں، ذات مصطفےٰ ہی لوگوں کے درمیان حد فاصل ہے، باعث امتیاز ہے، فرق عظیم ہے، جو حضور کا ہو گیا وہی خدا کا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بھی آپ کی تعظیم کا حکم دیا ہے:

○...... اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، ﴿سورۃ الحجرات:۱﴾

○...... اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو، ﴿سورۃ الحجرات آیت:۲﴾

○...... بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس، وہ ہیں جن کے دل اللہ نے پرہیز گاری کیلئے پرکھ لیے ہیں، انہی کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے، ﴿سورۃ الحجرات آیت:۳﴾

○...... بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں اکثر بے عقل ہیں، ﴿ایضا:۴﴾

○...... اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو، جب تک اذن نہ پاؤ

﴿سورۃ الاحزاب:۵۳﴾

○...... رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا

Marfat.com

ہے، ﴿سورۃ النور:۶۳﴾

○ ...... میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو، ﴿سورۃ المائدہ:۱۲﴾

○ ...... وہ جو اس رسول پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی بامراد ہوئے، ﴿سورۃ الاعراف:۱۵۷﴾

○ ...... جو لوگ اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں، انہی کیلئے دردناک عذاب ہے۔ ﴿سورۃ التوبہ:۶۱﴾

○ ...... بے شک جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا اور آخرت میں، ﴿سورۃ الاحزاب:۵۷﴾

ادب کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں:

اللہ تعالیٰ نے سارے قرآن میں جا بجا تعظیم رسول کا حکم تو دیا مگر کسی خاص قسم کے طریق تعظیم کی ہدایت نہیں کی، لہذا صحابہ کرام نے ادب واحترام کے ایسے ایسے طریقے اپنا لئے کہ عشق ومستی کی دنیا پر وجد طاری ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے کسی آیت میں یہ نہیں فرمایا:

○ ...... میرے محبوب کا بول مبارک پی لو،

○ ...... میرے محبوب کا خون مقدس زمین پر نہ گرنے دو بلکہ نوش جاں کرلو،

○ ...... میرے محبوب کے موئے مبارک ٹوپیوں میں سی لو،

○ ...... میرے محبوب کے قطرات وضو کو حاصل کرنے کیلئے خوب کوشش کرو،

○ ...... میرے محبوب کی طرف آنکھ بھر کر نہ دیکھو،

○ ...... میرے محبوب کے پسینے سے شیشی بھر لو اور بطور عطر استعمال کرو،

Marfat.com

یہ تمام امور صحابہ کرام نے اپنے ذوق ادب کے ساتھ سرانجام دیئے، اللہ تعالیٰ نے کسی امر پر بھی وعید نازل نہیں فرمائی، اب ادب محبوب کیلئے بات بات پر دلیل طلب کرنا کہاں کا ایمان ہے، جن کے سینے محبت رسول سے جگمگا رہے ہیں، ان کو ادب واحترام کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، ادب پر دلیل طلب کرنا شیطان کا کام ہے، اس نے کہا تھا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو کیوں سجدہ کروں، کیا حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام نے بھی کوئی دلیل طلب کی تھی، وہ سب پیغمبر کیلئے جھک گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو سربلند فرما دیا، شریعت محمدی[1] کے دائرے میں رہ کر کوئی جیسے بھی تعظیم رسول کا مظاہرہ کرے گا، مغفرت اور رحمت کا حقدار ہوگا، جو تعظیم رسول کو شرک سے تعبیر کرے گا وہ عذاب اور لعنت کا سزاوار ہوگا، ہمارا سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے لخت جگر کو بار بار چوما کرو، انسان ایسا کیوں کرتا ہے، اسی لئے کہ اسے اپنے لخت جگر سے فطری محبت ہے جو اسے بوسہ زنی پر مجبور کرتی ہے، کیا کبھی کسی نے اس کام کی انجام دہی کیلئے قرآن پاک کی کسی آیت کا ثبوت مانگا ہے، ہاں ہاں ہمیں بھی اپنے محبوب حضور محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ سے

---

[1]: عرف عام کے اعتبار سے تعظیم کے چار درجے ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ درجہ سجدہ ہے، پھر رکوع، پھر دوزانو بیٹھنا اور پھر قیام یعنی کھڑا ہونا، سجدہ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی تعظیم کرنا ہماری شریعت میں حرام ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا، اگر میں کسی کو کسی مخلوق کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ ﴿جامع ترمذی، مشکوۃ ص ۲۸۱﴾ اس حدیث کی شرح میں حضرت علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کیلئے سجدہ حلال نہیں، ﴿مرقاۃ ۳: ۴۶۷﴾ شرح فقہ اکبر اور فتاوی عالمگیری میں بھی فقہا کرام کا یہی فیصلہ ہے، رکوع کی حد تک جھکنا بھی جائز نہیں، شامی میں ہے، بادشاہ ہو یا کوئی دوسرا، اس کیلئے بقدر رکوع جھکنا منع ہے، ﴿شامی ۵: ۲۴۶﴾ فتاویٰ عالمگیری میں بھی اس کو مکروہ کہا گیا ہے اور مجوس کا طریقہ بتایا گیا ہے، باقی دو درجے یعنی دوزانو ہو کر بیٹھنا اور قیام کرنا بالکل جائز ہیں۔

Marfat.com

فطری محبت ہے، ہم بھی ان کا نام مقدس چوم کر آنکھوں سے لگاتے رہیں گے اور اپنے مقدر کا ستارہ چمکاتے رہیں گے۔

خدا سے اس کی محبت کا دعویٰ باطل ہے
جو صدق دل سے محبِ رسول ہوتا نہیں
ادب شناس نہیں جو بھی حضور کا، اس کا
عمل ہو کتنا ہی اچھا، قبول ہوتا نہیں

بنی اسرائیل کے ایک گنہگار نے تورات میں حضور نبیٔ آخر الزمان علیہ السلام کا نام مبارک دیکھا تو چوم لیا، اللہ تعالیٰ نے اسکی تجہیز و تکفین کے انتظام کا حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا حالانکہ قوم اس گنہگار کو کوڑے کے ڈھیر پر پھینک آئی تھی، گویا ادب مصطفےٰ کی برکات سے تو پہلی قومیں بھی محروم نہیں تھیں، اس امت مرحومہ کو کیا کیا برکات اور ثمرات حاصل ہوں گے، یاد رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا اولین تقاضا ہے کہ آپ کی پسندیدہ چیزوں کو بھی پسند کیا جائے، آپ نے کدو شریف کو پسند کیا ہے، حلوے اور شہد کو پسند کیا ہے، دودھ کو پسند کیا ہے، گوشت کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر ثرید بنانے اور کھانے کو پسند کیا ہے، عمامہ شریف باندھنے کو پسند کیا ہے، ہمیں بھی یہ تمام چیزیں پسند ہونی چاہیں، اولیا کرام ہر کام کرنے سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک کو تلاش کرتے تھے، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر خربوزہ نہ کھایا کیونکہ ان کو خربوزہ کھانے کی سنت معلوم نہ ہو سکی تھی۔

روضہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب:

اس بات پر امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار

Marfat.com

اقدس میں زندہ ہیں، مزار اقدس اعلیٰ ترین جنت کی صورت ہے، آپ اس میں جلوہ فرما ہو کر ساری کائنات کو مشاہدہ فرماتے ہیں، درود وسلام کو سماعت فرماتے ہیں، غلاموں کی فریاد کو ٹالتے ہیں، حاجت آسان کرتے ہیں لہذا آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کی تعظیم اسی طرح کرنی چاہئے جس طرح وصال سے پہلے کی جاتی تھی، آپ وصال کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے قاسم ہیں، نعمتوں اور رحمتوں کے خازن ہیں، جس کو جتنا چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں، خالق کونین نے آپ کو مالک کونین بنا دیا ہے لہذا آپ سے مانگنا اور آپ کے سامنے ادب کا مظاہرہ کرنا آج بھی جائز ہے بلکہ ایمان کی نشانی ہے:

○ ...... حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہر صبح وشام کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور آپ کی قبر انور کی زیارت کرتے ہیں نیز درود پاک عرض کرتے ہیں، ﴿تفسیر ابن کثیر ۳: ۵۱۷﴾

○ ...... حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ کی قبر انور کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے

﴿مستدرک ۴: ۵۱۵، مجمع الزوائد ۴: ۵، مسند امام احمد ۵: ۴۲۲﴾

○ ...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے قریب روتے دیکھا، ﴿حلیۃ الاولیا ۱: ۵۰﴾

○ ...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا تو صحابی آپ کی قبر انور پر آئے اور بارش کیلئے دعا کی گزارش کی، چنانچہ بارش برسنے لگی، ﴿فتح الباری ۲: ۴۹۵، البدایہ والنہایہ ۷: ۹۴، جذب القلوب ص ۲۲۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۲: ۳۲، الکامل فی التاریخ ۲: ۳۹۰، وفا الوفا ص ۴: ۳۷۴﴾

○ ...... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر لے جانا اور حجرہ میں دفن کی اجازت طلب کرنا، چنانچہ اجازت مل گئی، ﴿تفسیر کبیر ۲۱: ۸۷، خصائص کبریٰ ۲: ۴۵۸، شواہد النبوۃ ص ۲۴۸، سیرت حلبیہ ۲: ۴۸۸، جمال الاولیا ص

Marfat.com

۲۹ از تھانوی، تکریم المومنین ص ۷ ۳ از نواب صدیق حسن غیر مقلد﴾ حضور اکرم ﷺ کے مزار اقدس کیلئے جانا اور وہاں کی حاضری کو ذریعہ نجات اور وسیلہ سعادت سمجھنا اور اس کا دل و جان سے ادب کرنا قرن اول سے لے کر آج تک مشروع ہے۔

اس کے طفیل رب نے حج بھی کرادیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

انبیا کرام علیہم السلام کا ادب:

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم علیہ السلام تک تمام انبیا کرام علیہم السلام کا پوری طرح ادب اور احترام کرے، انہیں صیغہ جمع کے ساتھ یاد کرے، ان کے اسما گرامی کا لحاظ رکھے، حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا، جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بزرگوں کی تعظیم نہ بجالائے وہ ہم میں سے نہیں، ﴿جامع ترمذی، مشکوۃ ص ۴۲۳﴾ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، الرسول علی قدر المرسل، رسول اپنے بھیجنے والے کی شان کا عظیم مظہر ہوتا ہے، ﴿مواہب لدنیہ ص ۲۴۸﴾ لہذا تمام انبیا کرام علیہم السلام کا ادب واحترام کرنا خدا تعالیٰ کے ادب واحترام کا پیش خیمہ ہے، پہلی قوموں نے جب بھی کسی رسول کی توہین کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا، اگر کوئی شخص کہے، لکھے موسیٰ پڑھے خدا، یا موسیٰ ذرا موت سے تو موت آگے ہی کھڑی تھی، وغیرہ ان ہزلیات کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، اگر کوئی آدمی انبیا کرام کی طرف گناہوں کو منسوب کرتا ہے تو وہ بھی مردود ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے سابقہ انبیا کرام کی عزت وحرمت کا خاص حکم دیا ہے، جب لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کی طہارت وعصمت کے بارے میں اعلان فرمایا، وما کفر سلیمٰن ولکن الشیطین کفروا یعلمون

Marfat.com

الناس السحر اور سلیمان نے کفر نہ کیا، ہاں شیطان کافر ہوئے، لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں ﴿سورۃ البقرہ: ۱۰۲﴾ یہودیوں نے آپ ﷺ کی مخالفت اس لئے بھی کی تھی کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت وحرمت کے پاسبان تھے، آپ کثرت کے ساتھ انبیا کرام کو خراج عقیدت پیش کیا کرتے تھے، فرماتے، مجھے حضرت یونس علیہ السلام سے نہ بڑھاؤ، کریم ابن کریم تو حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، میں نے حضرت یوسف علیہ السلام جیسا خوبصورت نہیں دیکھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ تمہارا نبی ہے، وغیرہ، انبیا کرام کے بارے میں کچھ عجیب وغریب سی کہانیاں ہماری کتابوں میں رائج ہو چکی ہیں جن کا ماخذ اسرائیلی روایات ہیں، ان کہانیوں سے عصمت انبیاء کے بنیادی عقیدے میں فرق پیدا ہوتا ہے لہذا ان کو بیان کرنے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے، خبردار یہ بارگاہیں بہت نازک ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

فرشتگان نور کا ادب:

فرشتے اللہ رب العزت کی نورانی مخلوق ہیں، قرآن پاک میں انہیں "عباد مکرمون" (یعنی عزت وتکریم والے بندے) کہا گیا ہے، وہ گناہوں سے پاک ہیں، وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے، ان پر ایمان لانا ضروریات دینیہ میں شامل ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل، حضرت اسرافیل، حضرت میکائیل، اور حضرت عزرائیل علیہم السلام کو تمام فرشتوں کا سردار بنایا اور ان کی قیادت میں ہزاروں لاکھوں فرشتوں کو تکوینی امور پر متعین فرمایا۔ افسوس ہمارے معاشرے کے بعض جاہل افراد ان پاکیزہ بندوں کو بھی ہدف تضحیک بنانے سے باز نہیں آتے۔ مثلاً کسی ظالم وجابر انسان کو دیکھ کر کہتے ہیں، یہ تو "عزرائیل"

Marfat.com

ہے، کیا حضرت عزرائیل علیہ السلام انسانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں، کیا ان کا کوئی لمحہ بھی ایسا ہے جو حکم خدا کے بغیر گزرتا ہے، لہذا اتنے مقرب بارگاہ بندے کو ایسے گھٹیا انسان کے ساتھ تشبیہ دینا بے ادبی اور گستاخی ہے، اسی طرح حضرت منکر اور حضرت نکیر علیہما السلام بھی بہت عزت وتوقیر کے حامل ہیں، ان کے بارے میں غلط قسم کے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے، مثلاً ایک شاعر کہتا ہے ۔

لوگ منکر نکیر ہوتے ہیں

کوئی آدمی بہت زیادہ باتونی ہو اور بات بات پر سوالات کی بوچھاڑ کر دیتا ہو تو جواب دینے والا تنگ آ کر کہتا ہے، یار تم منکر اور نکیر ہو، کیا اس باتونی آدمی کے فضول سوالات کو حضرت منکر اور حضرت نکیر علیہما السلام کے بامقصد سوالات کے ساتھ تشبیہ دی جاسکتی ہے، اسی طرح دوزخ کے داروغے کا نام حضرت مالک علیہ السلام ہے اور جنت کے ناظم کا نام حضرت رضوان علیہ السلام ہے، ان دونوں فرشتوں اور ان کے ماتحت کام کرنے والے بے شمار فرشتوں کا پوری طرح ادب کرنا چاہئے، یاد رکھیں فرشتگان نور کے بارے میں مذاق کرنا کفار مکہ کا طریقہ ہے، ایک مرتبہ ابوجہل کہنے لگا، حضرت محمد مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ دوزخ کے انیس فرشتے ہیں جو کافروں اور گنہگاروں کو سزا دیں گے، میں کہتا ہوں کہ تم ان سے بہت زیادہ تعداد میں موجود ہو، ایک ایک فرشتے کو سو سو آدمی مل کر پکڑ لیں تو وہ کیا کرسکیں گے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کے فکر باطل کی تردید فرمائی، اسی طرح یہودیوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام پر اعتراض کیا، چونکہ قرآن حضرت جبرائیل علیہ السلام لاتے ہیں لہذا ہم قرآن کو نہیں مانتے، اگر کوئی اور فرشتہ لاتا تو مان لیتے، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

Marfat.com

قل من كان عدوا لجبريل فانه نزله علی قلبک باذن الله

......تم فرماؤ جوکوئی جبریل کا دشمن ہو، تو اس نے تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے اور ہدایت اور بشارت ہو مسلمانوں کو ۞ جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا، ﴿سورۃ البقرۃ: ۹۷، ۹۸﴾

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام، سارے فرشتوں سے افضل ہیں اس لئے ان کا ذکر پہلے ہوا کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام غذائے روح یعنی وحی لاتے ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام غذائے جسم یعنی بارش لاتے ہیں، معلوم ہوا کہ خدا کے پیاروں سے عداوت خدا سے عداوت ہے اور خدا کے پیاروں سے محبت خدا سے محبت ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک فرشتے سے عداوت سارے فرشتوں سے عداوت ہے یہی حال انبیا اور اولیا سے عداوت رکھنے کا ہے، ﴿نور العرفان ص ۲۳﴾

مصحف قرآنی کا ادب:

اس راقم عاجز کو عمرہ شریف کی سعادت حاصل ہوئی تو وہاں دیکھا کہ نجدی علما اور طلبا قرآن پاک کا ذرہ برابر ادب نہیں کرتے، ان کی دیکھا دیکھی عوام الناس میں بھی یہ شعور ادب ختم ہوتا جا رہا ہے، اکثر لوگوں کو دیکھا کہ قرآن پاک کو قدموں پر رکھ کر پڑھ رہے ہیں، پڑھنے کے بعد نیچے قالین پر رکھ دیتے ہیں، بعض منچلوں نے اس سے سرہانے کا کام لے رکھا ہے، بعض اسکو پھلانگ کر گزر رہے ہیں، بعض نے اس کو اپنے جوتوں پر رکھا ہوا ہے یا جس ہاتھ میں جوتے ہیں، ان کے برابر قرآن پاک بھی پکڑا ہوا ہے، نیچے قرآن پاک کے نسخے کھلے ہیں جبکہ

Marfat.com

مدرس بیت الحرام میں کرسی پر بیٹھ کر درس قرآن دے رہا ہے، بعض قرآن پاک کو اپنی پشت کے پیچھے رکھ کر چل رہے ہیں جیسے کالج کے طلبا اپنی کتابیں رکھ کر چلتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک یہ صرف ایک کتاب ہے جس کی تعظیم و توقیر کرنا مسلمان پر فرض نہیں،

حالانکہ قرآن پاک نے یہودیوں کے بارے میں فرمایا:

○ ...... کتٰب اللہ ورآء ظھورھم کانھم لایعلمون ،ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا کہ وہ کچھ علم نہیں رکھتے۔ ﴿سورۃ البقرہ:۱۰۱﴾

اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی طرف پیٹھ نہیں کرنی چاہئے کہ یہ بے رخی اور بے توجہی کی علامت ہے، ﴿نور العرفان ص ۲۳﴾

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانی ہے، اس کی ہر نشانی کا ادب کرنا تقویٰ کی دلیل ہے جیسا کہ فرمایا جو اللہ کی نشانیوں کا احترام کرتا ہے تو یہی ہے دلوں کا تقویٰ یہ وہ مقدس کلام ہے جو تمام مخلوق کے کلام سے اس طرح افضل ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق سے افضل ہے، یہ لوگوں کو ظلمات کی وادیوں سے نکال کر نورانی منزلوں پر پہنچاتا ہے، یہ کتاب حکمت ہے، یہ کتاب مجید ہے، یہ کتاب عزیز ہے، یہ نور مبین ہے، یہ برھان رشید ہے، یہ کتاب رحمت ہے، یہ کتاب شفا ہے، یہ کتاب ضیاء ہے، یہ کتاب محبت ہے، یہ صحیفہ انقلاب ہے، اس کی شان میں اعلان خداوندی ہے:

○ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المومنین بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور

Marfat.com

خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو، ﴿سورۃ بنی اسرائیل:۹﴾

- ......تفصیلاً لکل شیء، یہ ہر چیز کی تفصیل ہے،
- ......بے شک ہم نے تم پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔
- ......اس کو نہ چھوئیں مگر پاکیزہ لوگ۔

اب دیکھئے! قرآن مجید کا ادب واحترام مقصود نہ ہوتا تو اس کو پکڑنے اور کھولنے کیلئے پاکیزگی کی شرط کیوں عائد کی جاتی۔ یہ کتاب زندہ ہے، مردہ دل انسان کو اس کی قدر و قیمت کا کیا علم ہوسکتا ہے، جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ایمان کی دولت نصیب ہونے والی تھی، انہوں نے اپنی بہن اور بہنوئی کو زدوکوب کرنے کے بعد قرآن پاک کے چند اوراق طلب کئے جن کو دیکھ کر وہ مظلوم لوگ تلاوت کرر ہے تھے تو انہوں نے صاف صاف بتادیا کہ آپ ابھی مشرک ہیں اور مشرک ناپاک ہوتے ہیں، آپ طہارت کے بعد مصحف قرآنی کو ہاتھ لگا سکتے ہیں، چنانچہ انہوں نے پہلے غسل کیا اور بعد میں قرآنی اوراق لے کر سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کی جس نے ان کے دل کی دنیا کو زیروزبر کر کے رکھ دیا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے! جب میرا دل چاہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے باتیں کروں تو نماز پڑھتا ہوں اور جب میرا دل چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرے تو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوں، یہ معمولی کتاب نہیں جس کے ساتھ عام کتابوں جیسا سلوک کیا جائے، ویسے جن عام کتابوں میں بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبان پاک کا ذکر مرقوم ہوتا ہے ان کا ادب واحترام بھی ضرور کرنا چاہیے، ان کو بلند مقام پر رکھنا چاہیے، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے متعلق منقول ہے کہ ایک مرتبہ وہ ایک

11169

Marfat.com

حافظ قرآن سے قرآن سماعت فرما رہے تھے، آپ کی مسند پر ایک کپڑا زیادہ تھا، آپ نے حافظ قرآن کو اپنی مسند پر بٹھایا اور خود اس کی جگہ پر بیٹھ کر قرآن سننے لگے، ایسے ادب شناس لوگوں کو ہی دنیا و آخرت کے درجات حاصل ہوتے ہیں ؎

ادبوں وڈھ عبادت کیہڑی جہڑی رب تیکر پہنچاوے
اعظم اوس تے فضل خدا دا جنہوں ایہہ دولت مل جاوے

کعبہ مشرفہ کا ادب:

خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا مقدس گھر ہے جو ساری کائنات کیلئے ہدایت کا مرکز ہے پھر اس کے ادب واحترام کا کیا عالم ہوگا۔ یہ اس کا ادب واحترام ہے کہ انبیاء، اولیاء، فرشتے اور عام مسلمان سب اسکا پروانہ وار طواف کرتے رہے اور قیامت تک کرتے رہیں گے، اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی جاتی ہے، یہ قبلہ اسلامیان عالم ہے مگر افسوس! کچھ لوگوں نے اس کے تقدس کو بھی فراموش کر دیا، ان لوگوں کی حالت زار کا اس بات سے اندازہ لگائیں کہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارکہ پر سلام کرنے والوں کو کہتے ہیں کہ کعبہ مشرفہ کی طرف منہ کر کے کچھ مانگیں، ادھر کو اپنا چہرہ پھیرلیں اور جب کعبہ مشرفہ کے صحن میں آتے ہیں تو اس کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوتے ہیں یا ادھر کو ٹانگیں پھیلا کر بیٹھتے ہیں، نہ وہاں کا ادب اور نہ یہاں کا احترام، گویا وہ لوگ ان الفاظ ہی سے ناآشنا ہیں، ان لوگوں کے نزدیک کعبہ مشرفہ کو [illegible]، اس کے ساتھ چمٹنا، اس کی طرف محبت [illegible] نگاہوں سے دیکھنا، میزاب رحمت کا پانی حاصل کرنا سب کچھ شرک کے زمرے میں آتا ہے، صحن حرم میں زوردار بارش ہو رہی تھی، لوگ دیوانہ وار لپک رہے تھے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و فریاد کر رہے تھے، عجیب منظر تھا لیکن وہاں کی انتظامیہ لوگوں کی کیفیت کو دیکھ کر قہقہے لگا کر

Marfat.com

ہنس رہی تھی، اگر کوئی میزاب رحمت کے چند چھینٹوں کو حاصل کرنا چاہتا تو اس پر لاٹھی چارج کرتی اور پکار کر کہتی یہ شرک ہے، ایک شرطے نے احقر سے کہا کہ یہ پانی نہ لو، یہ شرک ہے، میں نے کہا کہ اگر یہ پرنالہ میزاب رحمت ہے تو اس سے برسنے والا پانی بھی آب رحمت ہونا چاہئے، کیا تمہارے نزدیک اس کا نام "میزاب شرک" ہے، وہ لاجواب سا ہو کر رہ گیا، صحن حرم میں ایک پاکستانی مفتی عبدالرحمٰن مکی صاحب حطیم کعبہ کے سامنے بیٹھ کر درس قرآن دیتے ہیں اور عین مرکز ہدایت میں بیٹھ کر فرقہ واریت کا زہر پھیلاتے ہیں، ان کی طرف ان کے پرستاروں کا چہرہ ہوتا ہے اور کعبہ مشرفہ کی طرف پشت ہوتی ہے، احقر نے ان کی توجہ دلائی تو فرمانے لگے معراج کی رات حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے، کیا یہ جواب درست تھا، ان لوگوں کی گمراہی کا سب سے بڑا سبب ہی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ محبوبان خدا پر قیاس کیا ہے اور ان کو اپنے آپ پر قیاس کیا ہے، کہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک اور کہاں ان بندگان سیم و زر کی پشتیں، افسوس! آج ان نجدی علما کی تربیت کی وجہ سے ہمارے عربی بھائیوں میں اس مقدس گھر کا ادب واحترام کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے، صحن حرم میں ایک مفتی صاحب سوالات کا جواب عطا کرتے ہیں، احقر نے ان سے پوچھا کہ آپ کے پاؤں کعبے کی طرف ہیں، کیا یہ بے ادبی نہیں، انہوں نے کہا، اس میں کیا حرج ہے، یہ کوئی بے ادبی نہیں، کاش انہوں نے صوفیہ کرام کو پڑھا ہوتا تو انہیں حقیقت کعبہ کا کچھ نہ کچھ شعور ہوتا، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک "ولی کامل" کے بارے میں سنا تو اپنے دوستوں کے ہمراہ اس سے ملنے کیلئے تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ اس "ولی کامل" نے کعبہ مشرفہ کی جانب منہ کر

Marfat.com

کے تھوکا ہے، آپ ملے بغیر واپس آ گئے، دوستوں نے پوچھا حضرت والا! آپ نے اتنا سفر بھی کیا مگر منزلِ مقصود پر پہنچ کر واپس ہو گئے، کیا وجہ ہے، آپ نے فرمایا، جس شخص کو کعبہ مشرفہ کے احترام کا علم نہیں وہ کیسے مقام ولایت پر فائز ہو سکتا ہے، یہ ولی کامل نہیں، جاہل کامل ہے، طریقت تو ہے ہی ادب کا نام، اس لئے وہ لوگ فضائے لاہوت میں پرواز کرتے ہیں، حضرت امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان کے پانچ قلعوں کا ذکر کیا ہے، پہلے قلعے کا نام "ادب" ہے۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی

منزل تیک کدی نہ پہنچے باجھ ادب دے کوئی

یاد رکھیں! جو شخص جان بوجھ کر کعبہ مشرفہ کی طرف منہ کر کے تھوکتا ہے، پیشاب کرتا ہے یا ٹانگیں پھیلا کر لیٹتا ہے، وہ صریحاً بے ادب ہے، گستاخ ہے، اس کو ایمان کی حقیقی حرارت اور حلاوت نصیب نہیں ہو سکتی، پھر عین صحن حرم میں اس قسم کی "بے نیازیاں" تو موجب ہلاکت ہیں، یہ تو وہ گھر ہے جس کو دیکھنا بھی عبادت ہے، جس کو چومنا بھی عنایت ہے۔

دنیا کے بتکدے میں پہلا وہ گھر خدا کا

ہم پاسباں ہیں اس کے وہ پاسباں ہمارا

یہ وہ مقدس گھر ہے جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت عظیم خواہش تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو آپ کا قبلہ بنا دیا، آپ کو اس گھر کے ساتھ محبت تھی، آپ اس کے دیدار کیلئے بیقرار رہتے تھے، آپ نے اس کی تعمیر میں بنفس نفیس حصہ لیا تھا، یہ گھر آپ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نشانی ہے، لہذا آپ کے امتی کو کم از کم اپنے نبی

Marfat.com

کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے، آج ہماری محفل نعت میں کچھ اس قسم کا کلام بھی پڑھا جارہا ہے جس سے کعبہ مشرفہ سے شدید قسم کی بے زاری اور بے اعتنائی کا پہلو نکلتا ہے، مثلاً ۔

نہ کعبے کی حسرت نہ مسجد کی چاہت

یہ مصرع ہی اسلامی تعلیم کے خلاف ہے، ان شاعروں کو معلوم ہی نہیں کہ جس محبوب پاک ﷺ کے نقش قدم کو تلاش کرنا اور اس پر اپنی جان قربان کرنا ذریعہ نجات سمجھتے ہیں، اسی نے کعبہ مشرفہ اور مسجد کے ادب واحترام کا حکم دیا ہے، مقام حدیبیہ پر خود رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کس قدر حسرت کعبہ میں بیقرار تھے اور اپنی امت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے، جس شخص کا دل مسجد میں رہتا ہے اس کو قیامت کے دن عرش اعظم کا سایہ نصیب ہوگا، کیا حضور اکرم ﷺ کی واضح تعلیمات کو قتل کرنے والا کلام بھی آپ کی نعت کہلانے کا مستحق ہے، پھر اس قوم کا کیا جائے، ایسا کلام لکھنے اور پڑھنے والے داڑھی منڈے نعت خوان اور نعت گو حضرات کو پھولوں کے ہار پہنا کر سٹیجوں کی زینت بنا رہی ہے کیونکہ ۔

آقا کے ثنا خوان کی توقیر بڑی ہے

خدا کے بندو! آقائے نامدار ﷺ کے دین برحق کیلئے سراپا رسوائی انسان کیسے ان کا ثنا خوان ہوسکتا ہے، کیا ہر داڑھی منڈے نعت خوان کو وقت کا ''حسان'' کہنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی نہیں کیا حضرت حسان رضی اللہ عنہ!

○ ..... داڑھی منڈایا کرتے تھے؟

○ ..... اپنی نعت سنا کے اور پیسے اکٹھے کر کے بھاگ جایا کرتے تھے؟

Marfat.com

- ......نماز کے باغی تھے؟
- ......ناموس رسالت کے تحفظ کے موقع پر علما کو آگے کر کے خود پیچھے ان کے خلاف پروپیگنڈا کیا کرتے تھے؟
- ......نعت رسول کو کمرشل پروگراموں کیلئے پڑھتے تھے، اس کو ذریعہ روزگار بناتے تھے؟

افسوس! اس قوم کو کیا ہو گیا ہے، کہاں یہ لوگ اور کہاں وہ عشق و آگہی کا تابندہ ماہتاب جس نے اپنا ایک ایک لفظ رسول اللہ ﷺ کی مدحت اور آپ کے دشمنوں کی مذمت کیلئے وقف کر رکھا تھا۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہ کعبہ مشرفہ کی توہین کر کے تاجدار مدینہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے والے نام نہاد نعت خوان ہر محفل میں پڑھتے ہیں کہ سب لوگ کہو سبحان اللہ، سرکار اس محفل میں جلوہ نما ہیں، تشریف فرما ہیں، پھر حیرت ہے کہ خود اگلے پروگرام کا بہانہ کر کے کسک جاتے ہیں، آپ انصاف کیجئے! وہ شخص کتنا وفادار امتی ہے جو اپنے رسول کریم کو محفل میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے، پھر کہتے ہیں، کاش ہم اس دور میں ہوتے، تو آپ کے خاکِ قدم کا سرمہ بناتے، میں کہتا ہوں جس طرح آج محفل میں ان کو چھوڑ کر چلے جاتے ہو، ویسے ہی میدان جنگ میں زیادہ ڈھٹائی اور بے حسی کے ساتھ چھوڑ کر چلے جاتے اور قوم اسرائیل کی طرح کہتے، اے موسیٰ آپ اور آپ کا خدا لڑائی کرے، ہم تو یہاں (آپ کا نام استعمال کر کے قوم کو لوٹنے کیلئے) بیٹھے ہوئے ہیں، جن لوگوں نے حضور پیغمبر برحق ﷺ کے حقوق پر اپنا نذرانہ جان پیش کرنا تھا، ان کو فیاض ازل نے اس دور کیلئے چن لیا تھا، ہر دیوانے کے مقدر میں دار و رسن کے مرحلے

Marfat.com

کہاں ہوتے ہیں، ہر پھول کہاں نازِ عروساں کے قابل ہوتا ہے، بات ذرا دور نکل گئی، ہمیں اپنی محافل کی اصلاح کرنی چاہئے، کعبہ مشرفہ اور جنت فردوس کی حسرت بھی رکھنی چاہئے کیونکہ یہ مقامات بھی تو حضور اکرم ﷺ کے جلوؤں سے لبریز ہیں، مدینہ مبارکہ کی محبت کا یہ تقاضا نہیں کہ مکہ مکرمہ کی توہین کی جائے اور اس بلد امین کے ساتھ بیگانگی کا ثبوت دیا جائے۔ یہ بھی سرکار کا شہر ہے اور وہ بھی سرکار کا شہر ہے، ان دونوں کیساتھ آپ کو محبت و مودت تھی۔

والدین کا ادب:

کیسا پر آشوب زمانہ ہے، والدین بلک رہے ہیں کہ اولاد ہمارا اُدب نہیں کرتی، اساتذہ چیخ رہے ہیں کہ طلبا ہمارا احترام نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ ہماری نئی نسل فیضانِ اسلاف سے محروم دکھائی دے رہی ہے۔ والدین کا ادب اس قدر ضروری ہے کہ اس کے بغیر خدا کی عبادت میں بھی لذت نصیب نہیں ہوتی۔ والدین کے چہرے کو دیکھنا حجِ مبرور کا ثواب ہے تو ان کی خدمت کرنا کتنے بڑے درجے کا ثواب ہوگا۔ ان کو اُف تک نہیں کہنا چاہئے اور ان کے بارے میں ہر وقت دعا گو رہنا چاہئے۔ حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت آئی، حضور اکرم ﷺ نے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئی، جب وہ چلی گئی تو ہم نے پوچھا، یہ خاتون کون تھی، آپ ﷺ نے فرمایا "یہ میری رضائی ماں تھی،" سبحان اللہ! رضائی ماں کا یہ احترام ہے تو حقیقی ماں ہوتی تو نہیں معلوم کس قدر احترام ہوتا۔ حضرت امِ ایمن آپ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ کی کنیز تھیں اور آپ ﷺ کو ورثے میں ملی تھیں، آپ ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے، ان کے مکان پر جایا کرتے اور فرمایا کرتے "امی بعد امی" "یہ میری ماں کے بعد میری ماں

Marfat.com

ہے، آپ اپنے رضائی والد حضرت حارث کا بھی بے حد احترام کیا کرتے تھے، اپنے چچا عباس کو بھی بہت قدر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے، بزرگوں کا ادب کرنا اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چادر اپنے باپ خطاب کو ہدیہ دو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے قتل کی اجازت مانگی کیونکہ وہ آپ ﷺ کی شدید دشمن تھی، آپ ﷺ نے سختی سے روک دیا، بعد ازاں وہ بھی آپ ﷺ کی دعا سے مسلمان ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے، تمھارے باپ کی رضا میں تمھارے خدا کی رضا ہے، باپ ناراض ہو تو خدا بھی ناراض ہوتا ہے، گویا والدین کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت بایزید بسطامی والدہ کو چھوڑ کر جنگل چلے گئے تھے تاکہ یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرسکیں، بارہ سال کے بعد گھر آئے تو دیکھا کہ ماں پریشان ہے، بیمار ہے، کمزور ہے، آپ کو بہت زیادہ دکھ ہوا، رات کو ماں نے پانی مانگا تو آپ پانی لینے کے لئے چلے گئے، جب پانی لے کر آئے تو دیکھا کہ ماں پھر محوِ خواب ہے، آپ ساری رات پانی کا پیالہ لے کر ماں کے سرہانے کھڑے رہے، جب تہجد کے وقت ماں کی آنکھ کھلی اور اس نے اپنے لختِ جگر کو اس اطاعت کی حالت میں دیکھا تو قربان ہوگئی، پھر اس نے نہ جانے کس جذبے کے ساتھ دعا مانگی، مولا اس نے میری خدمت کی ہے، تو اس کو ولیوں کا سلطان بنادے، آپ فرماتے ہیں جو مقام مجھے بارہ سال کی عبادت سے نہیں مل سکا، وہ ماں کی ایک رات کی خدمت سے مل گیا۔

حضرت خواجہ اجمیری ہوں یا حضرت محبوبِ الٰہی، حضرت غوثِ جیلانی ہوں یا حضرت بابا فرید الدین، سب کو ماں کی دعاؤں کا فیضان حاصل ہوا، آج کالجوں اور

Marfat.com

یونیورسٹیوں کی تاریک فضاؤں نے نوجوانوں کو آدابِ فرزندی سے غافل کر دیا ہے اور یہ لوگ اپنے انگریزی رہنماؤں کے پیچھے چل کر والدین کے لئے مشکلات کا جہان آباد کر رہے ہیں، جدید ممالک میں بزرگوں کو بند کرنے کے لئے بڑے بڑے ''اولڈ پیپلز ہوم'' تیار کئے گئے ہیں، کئی کئی ماہ کے بعد ان بیچاروں کو اپنے بیٹوں یا بیٹیوں کی 'زیارت' نصیب ہوتی ہے اور کئی ایسے بد قسمت بھی ہیں کہ جن کو سال میں ایک بار کرسمس کے موقعہ پر اولاد کی طرف سے محض ہپی کرسمس کا کارڈ ہی موصول ہوتا ہے۔ یہاں پاکستان میں بھی کئی ایسے ادارے کام کر رہے ہیں جن میں نافرمان اولاد کے بدقسمت والدین زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔

وہ لوگ تو نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
ڈھونڈا تھا آسماں نے جنھیں خاک چھان کر

کیا لوگوں نے نہیں پڑھا کہ جنت میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا ہمسایہ ایک ایسا آدمی ہوگا جس نے اپنے والدین کی از حد خدمت کی تھی،، والدین کی خدمت دنیا میں سربلند کرتی ہے اور آخرت میں بھی معزز بناتی ہے، اسی طرح والدین سے زیادہ اساتذہ قابلِ احترام ہوتے ہیں، کیونکہ انہوں نے انسان کی روح کی پرورش کی ہوتی ہے، چونکہ روح جسم سے افضل ہے اس لئے روح کا مربی بھی افضل ہے اور زیادہ لائقِ محبت ہے، حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ''جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا، وہ مجھے جہاں چاہے فروخت کر لے'' استاد کی طرف پشت کر کے نہیں بیٹھنا چاہئے، استاد کی بات نہیں کاٹنی چاہیے، استاد کے سامنے ادب کے ساتھ گفتگو کرنی چاہئے، استاد کی خدمت میں کمر بستہ رہنا چاہئے، استاد کے احترام کے لئے قیام کرنا چاہئے، استاد کی مسند پر نہیں بیٹھنا چاہئے، یہی شیخ

Marfat.com

کامل کے آداب ہیں، آج اگر کوئی شیخ کامل نظر نہیں آتا تو کوئی مرید کامل بھی نظر نہیں آتا، عجیب قحط الرجال کا دور ہے، صحابہ کرام حضور اقدس ﷺ کے شاگرد بھی تھے، آپ معلم انسانیت بن کر جلوہ گر ہوئے تھے، ان شاگردوں نے آپ کا کیسا ادب واحترام کیا، وہ ہمارے لئے مکمل نمونہ ہے، ادب کے بغیر استاد سے فیضیاب ہونا امر محال ہے ؎

دور بیٹھا غبار میرؔ اس سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

صحابہ اور اہل بیت کا ادب:

حضور سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام ساری دنیا کے انسانوں سے منفرد ہیں، صحابہ کرام آسمان ہدایت کے ستارے ہیں تو اہل بیت عظام کشتی نوح کی مانند ہیں جو طوفان بلا میں انسان کے ایمان وعرفان کو محفوظ کرتی ہے، اہل زمین کے لئے امان ہیں جس کے وسیلے سے ان کا وجود برقرار ہے، یہ سب وہ برگزیدہ افراد ہیں جنہوں نے حضور پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے جان و مال اور اولاد واسباب کی بے شمار قربانیاں دیں، اپنا کنبہ، قبیلہ اور وطن عزیز ترک کیا، کئی عورتوں نے اپنے شوہر چھوڑ دیئے اور کئی شوہروں نے اپنی عورتیں نثار کر دیں، ان کا عقیدہ تھا ؎

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

خدا تعالیٰ ان لوگوں سے راضی ہو چکا ہے اور وہ لوگ خدا تعالیٰ سے راضی ہو چکے ہیں، ان کے ذریعے ہم پس ماندگان حیات کو قرآن نصیب ہوا، اسلام کی تعلیمات حاصل ہوئیں، عرفان کے جلوے میسر ہوئے، توحید کی ضیا پاشیاں دیکھنے کو ملیں، لہذا ان تمام ضروریات دین کے فیوضات سے مالا مال ہونے کے لئے

Marfat.com

ان پاک ذرائع کا ادب واحترام لازمی ہے، قطعی ہے، ان سے روگردانی کرنے والا کوئی گروہ بھی ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتا، قرآن پاک کا واضح اعلان ہے:

واذا قیل لهم امنوا کما امن الناس ....ولکن لا یعلمون اور جب ان سے کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے اور لوگ (صحابہ اور اہل بیت) ایمان لائے ہیں، تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لائیں، خبردار وہی احمق ہیں مگر وہ جانتے نہیں،

﴿سورۃ البقرہ آیت ۱۳﴾

اگر الناس سے مراد صحابہ ہوں تو معلوم ہوا کہ ایمان وہی ہے جو صحابہ کی طرح ہو، صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں، جس کا ایمان ان کی طرح نہیں وہ بے ایمان ہے، اگر عام مسلمان مراد ہوں تو معلوم ہوا کہ راستہ وہی برحق ہے جو عام مومنین کا ہو، عام مسلمانوں کے راستہ پر چلنا چاہئے، حدیث شریف میں ہے، جسے مسلمان اچھا جانیں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ صالحین کو برا کہنا منافقین کا طریقہ ہے، روافض صحابہ کو، خوارج اہل بیت کو، غیر مقلد امام اعظم ابوحنیفہ کو اور ''نجدی'' اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں، ان سب کو ان آیات سے عبرت پکڑنی چاہئے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا خود بدلہ لیتا ہے کہ اس نے جواب میں ان کو احمق فرمایا، تیسرے یہ کہ علما کو بے دینوں کے طعنوں سے برا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ بے دینوں کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے، ﴿نورالعرفان: ۵﴾ ایک اور مقام پر قرآن پاک کا ارشاد ہے:

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتد وا وان تو لو ا فانما هم فی شقاق، پھر اگر وہ بھی یوں ہی ایمان لائے جیسا تم

Marfat.com

لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں، ﴿سورۃ البقرہ آیت: ۱۳۷﴾

اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی طرح ہو' جو ان کے خلاف ہوا، ایمان کے دائرے سے خارج ہو گیا، یہ حضرات ایمان کا روشن معیار ہیں، افسوس کچھ ایسے گروہ جنم لے چکے ہیں جو ان برگزیدہ افراد کو تبریٰ کرنے میں اپنی نجات کا سامان تصور کرتے ہیں اور کمزور روایات کا سہارا لے کر ان کے درمیان اختلافات کی گہری خلیج کھودتے ہیں، جبکہ قرآن پاک نے ان کے ذکر خیر کا حکم دیا ہے، ان کو آپس میں رحم دل، رقیق القلب اور وسیع النظر ثابت کیا ہے، ان کو مرضات الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے والے ایمان کے ماڈل قرار دیا ہے، ان کے سجدوں کے نشانات کو تورات اور انجیل کی پیش گوئیوں کا حاصل بیان کیا ہے، ان کو جنت عدن اور فردوس بریں کا وارث ٹھہرایا ہے جس کے نیچے رنگا رنگ کی نہریں موجزن ہیں اور ان کو وہاں ابدالآباد تک رہنے کی خوشخبری سنائی ہے، ایک فرد مسلم کو چاہئے کہ اپنے اسلاف کا از حد ادب کرے اور ان کے وسیلے سے اپنے ایمان کی حفاظت کرے۔

○...... وہی خدا ہے جس نے ان پڑھوں میں، انہی میں سے رسول بھیجا کہ وہ ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا کرتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے ( ) اور ان میں سے اوروں کو (پاک کرتا اور علم عطا کرتا ہے) جو ان اگلوں سے نہیں ملے اور وہی عزت وحکمت والا ہے ○ ﴿سورۃ الجمعہ آیت ۲، ۳﴾

○...... اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مومنوں

Marfat.com

کی راہ سے جدا راہ پر چلے' ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے (دوزخ) کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی ○ ﴿سورۃ النسا آیت:۱۱۵﴾

اولیا اور علما کا ادب:

امت محمدیہ کے اولیا اور علما حضور اکرم، رسول اعظم، نبی آخر ﷺ کے وارث ہیں اور نائب ہیں، آپ کے علم و عرفان کو آپ کی امت تک پہنچا رہے ہیں، نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو ان پاکباز لوگوں نے نبوت کے مقاصد تبلیغ کو جاری رکھا اور دنیا کے گوشے گوشے میں دین برحق کا پیغام پہنچایا، ہم برصغیر کے لوگ تو ان بزرگان دین کے احسانات کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے، وہ کہاں کہاں سے چلے، کہاں کہاں سے گزرے، کیسی کیسی آفات و بلیات کا سامنا کیا اور اس چشمہ صافی کے آب زلال سے ہمارے کام و دہن کی پیاس بجھائی، اگر وہ پاک صورت اور پاکیزہ سیرت لوگ نہ آتے تو نجانے ہم کفر و شرک کی کن اتھاہ وادیوں میں کھو چکے ہوتے۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

ان بزرگان دین کے آستانوں کا ادب و احترام کرنا اور ان کی تعلیمات کے اثرات کو تسلیم کرنا شکر گزار لوگوں کا کام ہے، ان کے کمالات و کرامات کو ٹھکرانا پرلے درجے کی بے ادبی و گستاخی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو اپنا دشمن قرار دیا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث قدسی مذکور ہے، من عادلی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب، جو میرے ولی سے عداوت کرے گا میں اس کے خلاف

Marfat.com

اعلان جنگ کرتا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کے اعلان جنگ کا اثر ہے کہ منکرین اولیا کے سینے ایمان سے خالی ہیں اور چہرے نحوستوں کی آما جگاہ ہیں، اولیا اور علما نقشبندی ہوں یا قادری، چشتی ہوں یا سہروردی، حنفی ہوں یا شافعی، مالکی ہوں یا حنبلی، ماتریدی ہوں یا اشعری سب کے سب قابل احترام ہیں، اپنے اندر سلسلوں کا تعصب نہیں پالنا چاہئے، کسی ایک ولی کامل اور عالم باعمل کی بے ادبی بھی وبال جان بن سکتی ہے۔

ہم نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبض کائنات
جب مزاج یار کچھ برہم نظر آیا ہمیں

یہاں ہم یہ بھی کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جس طرح اولیا اور علما کی بے ادبی دوسروں کے لئے وبال جان ہے بالکل اس طرح ان کی اولاد کے لئے بھی وبال جان ہے، لہذا ان کی اولاد کو بھی چاہئے کہ ان کے نقش قدم پر چلے، ان کے قائم کئے ہوئے اداروں کو پروان چڑھائے، ان جیسے علم وعرفان کے حصول کے لئے کوشاں رہے، ان کے نصب العین کو آگے بڑھائے، ان کے مزارات کو روٹی روزی کا ذریعہ نہ بنائے بلکہ اس آمدن کو دینی امور کی انجام دہی کے لئے خرچ کرے، تحقیقی سنٹر قائم کرنے، معیاری درسگاہ تعمیر کرے، طلبا کی رہائش کے لئے باوقار ہوسٹل تیار کرے، ان کی تعلیمات کے فروغ کے لئے اچھی کتابوں کو شائع کرے، ہم نے دیکھا ہے کہ بڑے عظیم بزرگوں کے کارنامے نااہل جانشینوں کی وجہ سے قصہ پارینہ بن گئے ہیں، یہ بھی بے ادبی اور گستاخی کا ایک پہلو ہے کہ اولاد اسلاف کی روحوں کو اذیت پہنچائے، اگر خدانخواستہ وہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر نہیں چل سکتے تو کم از کم کسی اہل کے لئے ان کی مسند کو خالی کردے، ان کے سلاسل نور کے فیض کو روکنا بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے، اسلام میں اس قسم کی وراثت کا کوئی تصور

Marfat.com

نہیں، حضرت اقبال فرماتے ہیں ۔

باپ کا علم اگر بیٹے کو نہ ازبر ہو
پھر پسر وارث میراث پدر کیونکر ہو

تبرکات اولیا کا ادب:

ہمیشہ ادنیٰ چیز کسی اعلیٰ چیز سے منسوب ہو جائے تو وہ بھی اعلیٰ ہو جاتی ہے، قابل قدر اور لائق منزلت بن جاتی ہے، عام کپڑا جب قرآن پاک کا جزدان بنتا ہے یا کعبہ مشرفہ کا غلاف بنتا ہے تو تمام مسلمانوں کے لئے عزت و تکریم کا نمونہ ہو جاتا ہے، مسجد کے فرش میں لگنے والی اینٹ پر لوگ جوتے نہیں اتارتے حالانکہ اس کے ساتھ پک کر تیار ہونے والی کتنی اینٹیں نالیوں میں استعمال ہوتی ہیں تو کوئی ان کے لئے ایسا اہتمام نہیں کرتا، اسی طرح جو اشیاء اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے ساتھ منسوب ہوتی ہیں، وہ بھی محبوب ہوتی ہیں، قرآن پاک میں تابوت سکینہ کا ذکر ہے:

''اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا، جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لئے کھڑا کر دو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں، نبی نے فرمایا کیا تمہارے انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو، بولے ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں، حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے، تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا، سب منہ پھیر گئے مگر ان میں سے تھوڑے (ثابت قدم رہے) اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان سے ان کے پیغمبر نے کہا کہ بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنایا ہے، بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی کہ ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی، فرمایا، اسے اللہ نے تم پر چن لیا ہے اور

Marfat.com

اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی ہے اور اللہ جسے چاہے اپنا ملک دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ اور ان سے ان کے پیغمبر نے کہا کہ طالوت کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی، اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے، بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان رکھتے ہو، ﴿سورۃ البقرہ آیت ۲۴۶ تا ۲۴۸﴾

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس تابوت سکینہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات موجود تھے، انبیا کرام کی قدرتی تصاویر تھیں، تورات کی مکرم تختیاں تھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نعلین مبارک اور لباس مبارک تھا، حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف تھا اور کچھ من کے ٹکرے تھے، ان برگزیدہ لوگوں کے تبرکات والے صندوق کو بنی اسرائیل میدان جنگ میں آگے رکھتے تھے جس کی برکت سے انہیں فتح نصیب ہوتی تھی، معلوم ہوا مومن وہ ہے جو مقبول بندوں کے تبرکات کی تاثیر کا قائل ہو، اس کا انکار رب تعالیٰ کی قدرت کا انکار ہے، بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے اس تابوت کی توہین کی تو ان پر آفات کا سلسلہ نازل ہونے لگا اور وہ ان سے چھین کر اور قوم اپنے ہمراہ لے گئی، جب ایک عرصہ گزر گیا تو حضرت طالوت کی بادشاہی کے استحکام کے لئے اللہ تعالیٰ نے وہ تابوت فرشتوں سے اٹھوایا اور دوبارہ بنی اسرائیل کو عطا کر دیا، اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات سے مشکل آسان ہو جاتی تھی تو خود حضور تاجدار انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کا کیا عالم ہوگا؟ اسی طرح قرآن پاک نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کا ذکر کیا ہے، وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں سے لگائی گئی تو ان کی

Marfat.com

بینائی لوٹ کر آ گئی، ﴿سورۃ یوسف آیت ۹۳﴾ حضرت ایوب علیہ السلام کے قدموں سے پھوٹنے والا چشمہ بیماری کی شفا بن گیا، ﴿سورۃ ص: آیت: ۴۲﴾ حضرت جبریل علیہ السلام کی سواری کے قدموں سے لگنے والی مٹی اتنی بابرکت تھی کہ سامری کا بے جان بچھڑا بولنے لگا، یہ الگ بات ہے کہ بے وقوف قوم نے اسے اپنا معبود بنالیا ورنہ اس مٹی کی برکت میں تو کوئی کلام نہیں، صحابہ کرام حضور اقدس علیہ السلام کے تبرکات کا ادب کیا کرتے تھے، آپ کی چادر مبارک میں آپ کی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کفن دیا گیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے تبرکات اپنی قبر میں رکھنے کی وصیت فرمائی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم آپ کے منبر مبارک کو ادب کے ساتھ ہاتھ لگایا کرتے تھے، حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا آپ کے مقدس قمیض کو نچوڑ کر بیماروں کو آب شفا تقسیم کیا کرتی تھیں، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کے پسینے کے قطرات سنبھال رکھے تھے جن کو وہ بہترین خوشبو کے طور پر استعمال کرتی تھیں، صحابہ کرام اپنے برتنوں میں آپ کا دست مبارک رکھواتے تا کہ پانی بابرکت ہو جائے' ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو عقلمندوں کے لئے شافی اور کافی ہیں، ان تبرکات کی توہین کسی سے ثابت نہیں، یہ بے ادبی ہے اور وبال جان کا پیش خیمہ ہے۔

اس کتاب کا مقصد وحید:

موجودہ دور میں بے ادبی اور گستاخی کی مسموم فضا نے پورا ماحول خراب کر رکھا ہے، ادب واحترام کے نازک آبگینوں کو چکنا چور کیا جا رہا ہے، لہذا ضروری محسوس ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث اور آثار وروایات سے ثابت کیا جائے کہ بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کرنے والے مکروہ لوگوں کا کیا انجام ہوتا ہے، وہ دنیا اور

Marfat.com

آخرت میں کس قعر مذلت کا لقمہ بنتے ہیں، پوری تاریخ عالم ایسے بے شمار واقعات سے بھرپور ہے، ان تمام کا احاطہ کرنا ممکن نہیں، لیکن اہل شعور کے لئے چند مثالیں ہی کافی ہیں، چند نمونے ہی شافی ہیں، قرآن پاک کا بھی یہی اسلوب ہے کہ اس نے گستاخ قوموں کے واقعات بیان کر کے قیامت تک کے جنوں اور انسانوں کو خبردار کیا ہے، اس لئے اس کتاب لم یزل کی اتباع میں یہ کتاب بھی اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت اہم ہے اور عصر حاضر کے تاریک لمحوں میں کسی افسردہ دل کی غمناک آواز ہے، یہ کتاب دعوت فکر دے رہی ہے کہ کیا ایک اعلیٰ تہذیب اور ارفع تمدن کی حامل قوم کو یہود و نصاریٰ جیسی رسوائے زمانہ قوموں کی اطاعت کرنی چاہئے، جس طرح انہوں نے اپنے برگزیدہ ترین انسانوں کی بے ادبی اور گستاخی کر کے اپنا مقدر سیاہ کیا، کیا ضروری ہے کہ مسلمان بھی بے باک، ہٹ دھرم، منہ پھٹ اور زبان دراز ہو کر تباہ و برباد ہو جائیں، اتنا ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبان کرام کی عزت و ناموس کا بہت لحاظ ہے، ان کے خلاف زبان کی ہلکی سی جنبش بھی اس کے قہر و غضب کو جوش میں لے آتی ہے اور پھر اس کے مقابلے میں کوئی بھی مددگار انسان کی حفاظت و صیانت کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا۔

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

راقم احقر ذاتی طور پر قادری رضوی کتب خانہ کے کارپرداز جناب عبدالمجید چودھری اور ان کے والد گرامی قدر جناب خلیل احمد چودھری کا تہ دل سے ممنون ہے جنہوں نے اس اہم موضوع کی طرف توجہ مبذول کروائی، اس ادارے

Marfat.com

کو مفکر ملت، صاحب طرز ادیب، بلند پایہ محقق حضرت علامہ محمد اقبال احمد فاروقی مدیر اعلیٰ ''جہان رضا'' کی سرپرستی بھی حاصل ہے، اس اشاعتی ادارے نے اپنی شبانہ روز محنت اور دیانت سے بہت تھوڑے عرصے میں بہت زیادہ کام کیا ہے، مولا کریم اپنے محبوب کریم، رؤف و رحیم ﷺ کے طفیل اس کے جملہ مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچائے اور راقم احقر کی اس کاوش کو ذریعہ نجات اور وسیلہ حیات بنائے۔

آمین بحرمة طه و یسین صلوٰة الله علیه و سلامه الی یوم الدین۔

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انتہائی برگزیدہ پیغمبر، خلیفہ اور دست رحمت کا شہکار ہیں، انسان اول ہیں، بشریت کا نقطہ آغاز ہیں، روح خداوندی سے فیضیاب ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کے موقعہ پر اعلان فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ بے شک میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں، پھر اس نے ایک مشت خاک لی، اس کو پانی میں خمیر کیا تو وہ سیاہ گارا کی شکل میں نمودار ہوگئی، اس سے صورت انسانی کو تشکیل دیا اور احسن تقویم بنایا، پھر اس میں اپنی روح خاص ودیعت فرمائی تو مکمل انسان معرض وجود میں آ گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو سجدہ (ادب) کیا جائے، سب کے سب فرشتے سجدہ ریز ہو گئے، مگر ابلیس اکڑ گیا، اللہ تعالیٰ نے پوچھا، اے ابلیس تجھے کیا ہوا، تو سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا، اس نے کہا، لم اکن لا سجد لبشر خلقتہ من صلصال من حماء مسنون مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی، ﴿القرآن﴾ ایک آیت میں ہے کہ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے، ﴿القرآن﴾

یہاں ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کے ظاہر کو دیکھا اور اپنے وجود کو ان کے وجود مقدس سے افضل سمجھا، اپنی عبادت و ریاضت کو ان کے علم و آگہی سے مقدم جانا، نہ اس نے خدا تعالیٰ کے حکم کو دیکھا اور نہ حضرت آدم علیہ السلام کے باطن پر نظر ڈالی جس میں روح خداوندی موجزن تھی اور نہ ان کی جبین ناز کی جانب نگاہ دوڑائی جس میں نور محمدی کے اجالے جلوہ ریز تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نائب کامل

Marfat.com

کی اس بے ادبی اور گستاخی کی بدولت ہزاروں لاکھوں سال کے عبادت گزار کو اپنے جلال لایزال کے ساتھ فرمایا، ﴿فاخرج منها فانک رجیم وان علیک اللعنة الیٰ یوم الدین﴾ تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے، ابلیس لعین کو چاہئے تھا کہ اب ہی عجز وانکسار کا مظاہرہ کرتا، توبہ واستغفار کا سہارا لیتا لیکن اس نے اپنی عبادت وریاضت کا صلہ طلب کیا اور کہا، ﴿رب فانظرنی الی یوم یبعثون﴾ اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک جب لوگ اٹھائے جائیں، اس سے ابلیس کا مطلب یہ تھا کہ اس طرح وہ کبھی نہ مرے گا کیونکہ قیامت کے بعد کسی کو موت نہیں ہوگی، گویا اس نے بزعم خود ہمیشہ کیلئے خداوند قدوس کی مخالفت ومخاصمت کا پروگرام بنالیا اور اپنی بدبختی پر مہر توثیق ثبت کرلی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو ان میں ﴿شامل﴾ ہے جن کو اس وقت معلوم تک مہلت دی گئی ہے، ﴿القرآن﴾ اس وقت معلوم سے مراد نفخہ اولیٰ ہے تو ابلیس لعین کے مردہ رہنے کا عرصہ نفخہ اولی سے نفخہ ثانیہ تک چالیس برس ہے، یہ مہلت اس کے اعزاز واکرام کیلئے نہیں بلکہ اس کی شقاوت اور عذاب میں اضافے کیلئے ہے، اب بھی اس میں عجز وانکسار کی کوئی رمق بیدار نہیں ہوئی، رب کائنات کا سایہ رحمت اٹھ چکا تھا لہٰذا اس کی زبان درازی اور ہٹ دھرمی میں اضافہ ہوتا چلا گیا محبوب خدا حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی بے ادبی اور گستاخی نے اسے اللہ تعالیٰ کی بے ادبی اور گستاخی پر مائل کیا، کہنے لگا، اے میرے رب، تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ان (اولاد آدم) کو زمین میں گناہوں کی رغبت دلاؤں گا، تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کروں گا، ہاں جو تیرے مخلص بندے ہوں گے ان پر میرا داؤ نہیں چل سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سیدھا راستہ میری جانب آتا ہے،

Marfat.com

بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں، مگر جو تیری اتباع کریں تو ان سب کیلئے جہنم کا وعدہ ہے۔

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم وتوقیر میں ملائکہ نے پانچ سو سال تک سجدہ کیا، جب انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ عزازیل کھڑا ہے اور اس کی صورت مسخ ہو چکی ہے، فرشتوں نے اس کی یہ حالت دیکھ کر اظہار تشکر کیلئے دوسرا سجدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے قہر وغضب سے محفوظ فرمایا، نماز کی ہر رکعت میں دو سجدوں کی یہ حکمت ہے، اس بہت بڑی بے ادبی وگستاخی کی وجہ سے ابلیس کا لباس کرامت اتر گیا اور اس کو ذلت، لعنت اور رسوائی کا لباس پہنا دیا گیا اور مقام قرب سے زمین کی پستیوں میں پھینک دیا گیا، جو سب فرشتوں سے زیادہ حسین و جمیل تھا، اب انتہائی بدشکل بن چکا تھا، روایت میں ہے کہ شیطان اتنا بدصورت ہے کہ اگر کوئی اس کو دیکھ لے تو فوراً مر جائے، اس کی سب سے بڑی سزا یہ ہے وہ رحمت خداوندی سے مایوس ہو چکا ہے، اس پر توبہ کا دروازہ بند ہے، اس سے نیک کاموں کا وقوع ناممکن ہے، وہ دوزخ کا خطیب ہے اور دوزخیوں کو مغفرت الٰہی سے مایوس ہونے کی تعلیم دیتا رہے گا، یہ ہے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی بے ادبی اور گستاخی کا عبرتناک انجام، پھر آپ اپنی زوجہ حضرت سیدہ حوا علیہا السلام کے ہمراہ زمین پر قیام پذیر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کثیرہ سے نوازا، آپ کے گھر ہر بار دو بچے پیدا ہوا کرتے تھے، ایک لڑکا اور ایک لڑکی، پہلی بار قابیل اور اس کی بہن اقلیما پیدا ہوئے، دوسری بار ہابیل اور اسکی بہن لیوذا پیدا ہوئے، آپ کی شریعت میں بہن بھائی کا نکاح جائز تھا بشرطیکہ وہ دونوں بہن بھائی ایک ساتھ پیدا نہ ہوئے ہوں، قابیل اور ہابیل اور ان کی بہنیں جب جوان ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے

Marfat.com

قابیل کی بہن کے ساتھ ہابیل اور اس کی بہن قابیل کے ساتھ منسوب کردی، قابیل کی بہن بہت زیادہ خوبصورت تھی، اس لئے اس نے اپنی بہن سے شادی کا ناپاک ارادہ کرلیا اور حضرت آدم علیہ السلام کے فیصلے کی بے ادبی اور گستاخی کردی، آپ نے ان کو قربانی دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جس کی قربانی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوگی اس کے ساتھ اقلیما کی شادی کردی جائے گی، دونوں نے قربانی دی تو ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی، قابیل اس واقعہ سے بہت دل افروختہ ہوا اور آخر ایک دن موقعہ پاکر اپنے بھائی ہابیل کے قتل کا مرتکب ہوگیا، تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ قابیل کو قتل کرنے کا طریقہ بھی شیطان مردود نے بتایا تھا، قتل کے وقت ہابیل کی عمر مستعار بیس سال تھی، قابیل کو اپنے بھائی کی لاش ٹھکانے لگانے کا علم نہیں تھا وہ حیران ہوکر چار دن تک ذلیل وخوار ہوتا رہا، آخر اس نے دو کوے دیکھے، ان دونوں میں لڑائی ہوئی تو ایک کوا مارا گیا، دوسرے کوے نے چونچ سے زمین کھودی اور مردہ کوے کو اس میں دفن کردیا، قابیل نے بھی کوے کی اتباع میں اپنا بھائی زمین میں دفن کردیا، تفاسیر میں وارد ہے کہ قتل ہابیل کے دنوں میں حضرت آدم علیہ السلام حج کرنے کیلئے تشریف لے گئے تھے، اس گناہ عظیم کی نحوست سے ساری زمین پر انقلاب آگیا، ایک خوفناک آندھی سے دنیا تاریک ہوگئی، حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس انقلاب کا کیا سبب ہے تو انہوں نے قابیل کے بدترین عمل سے آگاہ کیا، اس عمل کی وجہ سے آپ اسقدر صدمے سے دوچار ہوئے کہ سو سال تک لبوں پر مسکراہٹ نہ آئی، آخر الامر قابیل نے بے ادبی اور گستاخی کی انتہا کرتے ہوئے آپ کا دین اسلام چھوڑا اور آتش پرستی اختیار کرلی، اس کا تمام بدن سیاہ ہوچکا تھا، تمام انسان اس سے شدید نفرت کرتے تھے، ایک

Marfat.com

روز ایک شخص نے اس کے سر پر اتنی زور سے پتھر مارا کہ وہ ہلاک ہو گیا، حدیث مبارک ہے کہ دنیا میں جتنے قتل ہوں گے قابیل ان سب میں برابر کا شریک مانا جائے گا، ایک روایت ہے کہ یاجوج ماجوج قابیل کی نسل ہی سے ہیں، ﴿جہان انبیا ص ۶۰﴾

حضرت نوح علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

حضرت نوح علیہ السلام کا نام سریانی زبان میں ''یشکر'' ہے، لقب شیخ الانبیا اور نجی اللہ مشہور ہے، آپ خوف خدا میں بہت زیادہ گریہ زن رہتے تھے، اس لئے آپ کو نوح کہا جانے لگا، حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد ایک عرصہ گزر گیا جس میں انسان گمراہ ہو گئے، اسلام کا نام ونشان ختم ہو گیا، ہر طرف کفار ہی کفار نظر آتے تھے، بنو قابیل عمارتوں میں رہائش پذیر تھے، انہوں نے حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد کو بھی کفر وشرک کا رسیا بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، شیطان نے ان کیلئے وُد، سواع، یغوث، یعوق اور نسر جیسے اصنام تیار کئے تو انہوں نے ان کی عبادت شروع کر دی، روایات میں آتا ہے کہ یہ پانچوں افراد دراصل بہت بزرگ تھے، ان کا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیانی عرصے پر مشتمل تھا، عوام الناس ان بزرگوں کے بہت زیادہ عقیدت مند تھے، جب وہ انتقال کر گئے تو شیطان نے ان سے وابستہ عقیدت کا فائدہ اٹھایا اور ان کے مجسمے تیار کر کے لوگوں کے سامنے رکھے، لوگوں نے ان مجسموں کی تعظیم کرنا شروع کر دی جو آہستہ آہستہ عبادت تک پہنچ گئی، اس گمراہ اور مشرک قوم کیلئے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا، آپ کی بہت سی خصوصیات ہیں:۔

○...... آپ اولوالعزم پیغمبر تھے۔

Marfat.com

- ......آپ کی شریعت حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کی ناسخ تھی۔
- ......تمام بنی آدم کا سلسلہ آپ پر ختم ہوتا ہے۔
- ......آپ ثانی آدم کے لقب سے مشہور ہوئے۔
- ......آپ کی بعثت تمام روئے زمین کے انسانوں کیلئے تھی۔
- ......آپ کی دعائے ضرر سے ساری امت ہلاک ہوگئی۔
- ......آپ کی عمر مبارک سب سے زیادہ تھی۔
- ......اتنی عمر مبارک کے باوجود صحت بہت اچھی تھی، سر انور اور ریش اطہر کا کوئی بال بھی سفید نہیں ہوا تھا، آپ ہر وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے،

اللہ تعالیٰ نے تبلیغ اسلام کا حکم صادر فرمایا تو آپ انتہائی حکمت اور شفقت کے ساتھ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی توحید کا سبق عطا کرنے لگے، قوم اس قدر ہٹ دھرم تھی کہ آپ کو مجنون اور ساحر کے نام سے یاد کرتی تھی، آپ نے ساڑھے نو سو سال تک توحید و رسالت کا پیغام پہنچایا اور اس طویل عرصے میں کفار کی طرف سے ہر قسم کی تکلیف برداشت کی، قوم کے اوباش اور بدکردار لوگ آپ کو اتنا مارتے کہ آپ بے ہوش ہو جاتے پھر نمدے میں لپیٹ کر گھر چھوڑ آتے اور خیال کرتے کہ آپ وفات پا چکے ہوں گے مگر قدرت خداوندی سے رات و رات صحیح سلامت ہو کر تبلیغ دین میں مصروف ہو جاتے، کئی بار ایسا ہوا کہ جب آپ وعظ و تلقین کیلئے اٹھے، قوم نے چاروں طرف سے پتھروں کی بارش کردی، منقول ہے کہ قوم کے ایک بوڑھے آدمی نے اپنے نوجوان لڑکے کو نصیحت کی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرنا، چنانچہ ایک دن اپنے بیٹے سمیت آپ کے پاس آیا اور بولا، اے میرے بیٹے! یہ ہے وہ کذاب اور ساحر، اس کی باتوں پر بالکل یقین نہ کرنا،

Marfat.com

﴿معاذ اللہ﴾ لڑکے نے اپنے باپ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اور انتہائی نفرت اور کدورت کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام پر اس زور سے ماری کہ آپ کا سر مبارک لہولہان ہو گیا، حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا اے مولا! تو ہر ظاہر و باطن سے باخبر ہے، تو دیکھ رہا ہے کہ تیرے بندے میرے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں، الٰہی ان کو راہ ہدایت عطا فرما، یا مجھے صبر کی طاقت بخش دے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اس قوم نارسا میں سے کوئی مسلمان بھی ہو گا یا نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے نوح جن کے مقدر میں اسلام تھا انہوں نے قبول کر لیا، اب اس نافرمان قوم میں سے کوئی بھی ہدایت یافتہ نہیں ہو گا، لہٰذا اب ان پر عذاب نازل کیا جائے گا، آپ نے تبلیغ کرنا ترک کر دیا، چالیس سال تک پیدائش رک گئی، اس دوران آپ نے بہت بڑی کشتی تیار فرمائی تاکہ اطاعت گزاروں کو طوفان وحشت سے محفوظ کیا جائے گا۔ قوم آپ کا مذاق اڑاتی کہ بھلا اتنی بڑی کشتی کو کیا جائے گا لیکن آپ خاموشی سے اپنے کام میں مشغول رہے، آپ کی ایک اہلیہ اور ایک بیٹا کنعان بھی شدید نافرمان تھا، مواہب علیمہ میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین دس رجب المرجب کو کوفہ یا ہندوستان سے کشتی میں سوار ہوئے، آپ کے ساتھ مسلمان بیوی اور تین لڑکے حام، سام اور یافث اور ان کی بیویاں تھیں، اس طرح کل آدمیوں کی تعداد آٹھ تھی، بعض نے لکھا کہ تعداد نو تھی، بعض نے لکھا ہے کہ تعداد اسی تھی، جب آپ کشتی میں سوار ہوئے تو سارے آسمان پر کالی گھٹا چھا گئی، دن اور رات میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا، پھر تمام روئے زمین پر اتنی تیز اور ہمہ گیر بارش ہوگئی کہ جیسے آسمان پر دریا بند ٹوٹ گیا ہے، ادھر زمین سے چشمے ابلنے لگے، غرضیکہ چالیس دن اور رات تک بارش ہوتی رہی، تمام عالم ایک سمندر کا نقشہ پیش کر رہا تھا، کنعان اور اس کی ماں

Marfat.com

واعلہ آپ کو دیکھ کر ہنس رہے تھے، آپ نے ان کو ہر چند سمجھایا مگر انہوں نے انتہائی بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ جواب دیا کہ ہم پانی سے بچنے کیلئے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں گے، بالآخر ایک موج بلا خیز نے ان کی زندگی کا تختہ الٹ دیا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں جا گرے، حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے متعلق عرض بھی کیا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا، ایک کافر کو مومن کے ساتھ کیا نسبت ہوسکتی ہے، وہ تجھ سے ہے ہی نہیں، یہاں معلوم ہوا کہ بیٹا اگر باپ کے نقش قدم پر چلے تو پھر بیٹا کہلانے کا حقدار ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ﴿ من تبعنی فانه منی ﴾ جس نے میری اتباع کی تو وہ مجھ سے ہے، صحیح جانشین وہی ہے جو تابع فرمان ہے، بعض حضرات کا گستاخانہ لب ولہجہ یہ دہائی دیتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس اختیار ہوتا تو اپنا بیٹا نہ بچا لیتے، جواباً عرض ہے کہ بارگاہ نبوت میں ایسی ہرزہ سرائی اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں، کیا ان کا بیٹا ان کی کشتی نجات میں سوار ہوا تھا، جب بچہ سکول میں داخلہ ہی نہ لے تو پاس کیسے ہوسکتا ہے، جب کوئی کشتی میں سوار ہی نہ ہوا تو ساحل آشنا کیسے ہوگا، اس کو سوار ہوتا ہوا یہ لوگ دکھا دیں ہم پار لگتا ہوا دکھا دیں گے، یہاں ایک حدیث پاک ایمان کو تازہ کرنے کیلئے پیش ہے، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری آل کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ پار ہوگیا، جو رہ گیا وہ ہلاکت کا شکار ہوگیا، حضرت نوح علیہ السلام کی یہ کم وجاہت اور عظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کی بدولت ساری انسانیت غرق کر کے رکھ دی، اب بھی کوئی ان کے مقام رفعت سے روگردانی کرے تو سمجھ لیجئے اس کا تعلق بھی اسی قوم مغضوب کے ساتھ ہے جو آج ہزاروں سالوں کے بعد بھی نہیں مانتا، کشتی چل رہی تھی، اندھیرا ہی اندھیرا تھا، دن اور رات کا فرق بھی محسوس نہیں ہوتا

Marfat.com

تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو چمکدار ہیرے عطا فرمائے، ایک آفتاب کی طرح چمکتا تھا جس سے دن کا تعین ہو جاتا اور ایک ماہتاب کی طرح جگمگاتا تھا جس سے رات کی خبر مل جاتی، اختلافِ روایات کے مطابق آپ کی کشتی چھ مہینے یا پچاس مہینے پانی میں رواں دواں رہی، ساری دنیا کے کفار نیست و نابود ہو چکے تھے، پیغمبر برحق کے بے ادب اور گستاخ اپنے عبرتناک انجام کو پہنچ چکے تھے، ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا تھا، آخر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو زمین نے سارا پانی جذب کرلیا اور آسمان کی بارش تھم گئی اور آپ کا سفینہ کوہ جودی پر لنگر انداز ہو گیا، وہ دس محرم الحرام کا دن تھا جسے یوم عاشور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، آپ نے اپنے تینوں فرزندوں کیلئے دامن کوہ میں مکانات تعمیر فرمائے اور انہی سے ساری نسل انسانیت کو فروغ نصیب ہوا، آپ نے ساری زمین کو ان تینوں میں تقسیم فرما دیا، دیار مغرب، ہندوستان اور حبشہ وغیرہ حام کو دیئے، جزیرہ عرب، عراق، فارس، خراسان اور شام وغیرہ سامؑ کو عطا کئے جبکہ چین اور ترکستان وغیرہ کا وسیع علاقہ یافث کے حوالے کیا، اس وقت تک ان تینوں فرزندانِ نوح کی اولاد آباد ہے، ساری کائنات میں ایک عظیم سانحہ رونما ہو چکا تھا، اتنے وسیع پیمانے پر انسانیت کی ہلاکت کیا ایک پیغمبر برحق کیلئے کسی غم واندوہ کا سبب نہ ہوگی، آپ اسی غم واندوہ میں مبتلا تھے کہ پیغام اجل آ گیا، آپ نے اپنے لائق فرزند حضرت سام کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور انہیں انتہائی مفید وصیتوں سے مشرف کیا، اس وقت حضرت سام کی عمر ۴۴۸ سال تھی، کہتے ہیں کہ ملک الموت اور دیگر ملائکہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ فرمائی اور طوفان کے بعد دو سو سال تک زندہ رہے، بعض کے نزدیک آپ

Marfat.com

کی عمر مبارک چودہ سو پچاس سال تھی، حضرت سام علیہ السلام بھی منصب نبوت پر فائز ہوئے اور دنیا کے بڑے بڑے باشاہوں، پیغمبروں، ولیوں، حکیموں اور دانشوروں کے جدامجد ٹھہرے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، ان کی عمر مستعار پانچ سو سال سے زیادہ تھی، یہ سارا واقعہ ہمیں یہی سبق دے رہا ہے کہ محبوبانِ خدا کی بے ادبی اور گستاخی سے اپنی جان اور اپنے ایمان کو محفوظ کرنا چاہیے، قوم نوح نے پیغمبر خدا کی توہین کر کے اپنے برے اعمال کا انجام دیکھ لیا ہے

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

حضرت ہود علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد، ترقی کرتی رہی یہاں تک کہ ان سے ایک جابر و قاہر قوم نے جنم لیا، اس قوم کا نام عاد تھا، عاد اپنے طویل قد و قامت اور جاہ حشمت کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے، کہا جاتا ہے کہ عاد بن عوض بن آدم بن سام بن نوح کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام شدید تھا اور دوسرے کا نام شداد تھا، یہ دونوں بھائی ملک وقوم کے وارث بنے اور اپنے زور بازو سے مشرق و مغرب کو مسخر کر لیا، شدید کی وفات کے بعد شداد تمام دنیا کی قلمرو کا حکمران بن گیا، وہ کیمیا گری کے فن سے بھی آشنا تھا، اسکے پاس سونے، چاندی اور جواہرات کے انبار موجود تھے، اس دنیوی دولت نے اسکو اتنا مغرور کر دیا کہ اس نے اپنے خدا ہونے کا اعلان کر دیا، باقی قوم عاد بھی انتہائی ہٹ دھرم واقع ہوئی، سب ایک خدا تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کو چھوڑ کر بت پرستی اور ناشکر گزاری کے راستے پر گامزن ہو گئے، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے ان نافرمان اور ناعاقبت اندیش لوگوں کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، آپ نے ایک عرصہ تک ان کی ہدایت کیلئے لگاتار کوشش کی، قوم آپ کو مذاق کرتی اور مٹھی بھر اہل اسلام کو تکالیف سے دوچار کرتی رہی، قوم نے آپ کو یہ بھی کہا کہ اے ہود! ہمارے نزدیک تو آپ بے عقل اور بے شعور سے آدمی ہیں، آپ نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں، میری مان لو، تم دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ ہو جاؤ گے، آپ شداد بن عاد کے پاس بھی گئے اور اسے بھی وحدت پرستی اور شکر گزاری کا راستہ دکھایا، آپ نے فرمایا، تم نے طویل عمر حاصل کی ہے، دنیا کا اقتدار حاصل کیا ہے، ایک ہزار لڑکیوں سے نکاح کیا ہے اور ایک ہزار لشکروں کو شکست فاش دی ہے، تمہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اسکے شکر گزار بن کر رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں مزید نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا اور قیامت کے دن جنت کا حقدار ٹھہرائے گا، اس ملعون نے نہایت بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ جواب دیا، میں نے خدا تعالیٰ کی بہشت کی تعریف سنی ہے، میں بھی دنیا میں ایسی ہی بہشت تیار کر سکتا ہوں، چنانچہ اس نے تعمیر بہشت کا حکم صادر کر دیا، تین سو سال تک بہشت کی تعمیر ہوتی رہی، جب مکمل ہوگئی تو شداد اس کے نظارے کیلئے اندر داخل ہونا چاہتا تھا کہ دروازے پہ ہی موت نے آلیا، اسکا تعمیر کردہ شہر اتنا بے مثل تھا کہ قرآن پاک نے بھی بیان فرمایا ہے، ﴿لم یخلق مثلها فی البلاد﴾ اس کی مثال سارے شہروں میں نہیں، قوم عاد حضر موت اور عمان کے درمیان آباد تھی، اس نے سنگین ستونوں پر بڑے عالیشان محلات تعمیر کر رکھے تھے اور مادیت پرستی میں آخرت کا فکر فراموش کر چکی تھی، حضرت ہود علیہ السلام نے اس قوم کو بہت ڈرایا مگر وہ راہ راست پر نہ آئی، ایک دن ساری قوم نے مل کر آپ کو شہید کرنے کا پروگرام

Marfat.com

بنایا تو آپ کے اطاعت گزاروں نے عرض کیا، حضور ایسی بد بخت اور گستاخ قوم کیلئے عذاب کی دعا کیجئے، حضرت ہود علیہ السلام نے دعا کی تو قحط سالی عام ہوگئی، زمین کے چشمے بند ہو گئے، کنوؤں کا پانی ختم ہو گیا، کھیتی باڑی موقوف ہوگئی، دو سال تک ایک روایت کے مطابق سات سال تک بارش نہ ہوئی مگر قوم کی ضلالت میں کوئی فرق نہ آیا، آپ مسلسل سمجھاتے رہے، عذاب خداوندی سے ڈراتے رہے لیکن انہوں نے دوٹوک لفظوں میں اعلان کر دیا، اے ہود! تم جو چاہو کرلو، ہم اپنے بتوں سے روگردانی نہیں کر سکتے، یہ بھی روایت ہے کہ قوم عاد نے اپنے ستر آدمیوں پر مشتمل وفد مکہ مکرمہ کی طرف روانہ کیا، مکہ مکرمہ مقدس سرزمین پر خانہ کعبہ کی جگہ ایک سرخ رنگ کا ٹیلہ تھا جہاں ساری دنیا کے افراد آکر جو بھی دعا کرتے وہ ضرور قبول ہوتی، اس وفد نے دعا مانگی کہ اگر ہود علیہ السلام راہ راست پر ہیں تو ہمیں بارش نصیب ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ نے تین رنگ کے بادل بھیج دیئے، ایک بادل کا رنگ سفید تھا، دوسرے کا رنگ سرخ تھا اور تیسرے کا رنگ سیاہ تھا، آواز آئی کہ ان بادلوں میں سے ایک بادل کا انتخاب کرلو، قوم کے راہبر نے کہا، ہم سیاہ بادل کا انتخاب کرتے ہیں، آہ اس قوم کو کیا خبر تھی کہ یہ بادل آبدار نہیں بلکہ آتش بار ہے، حضرت ہود علیہ السلام نے سیاہ بادل کو دیکھ کر اپنے اطاعت گزاروں کو ایک دائرے میں بٹھا دیا، پھر ہوا چلنے لگی، ہوا رفتہ رفتہ اسقدر تیز اور شدید ہوگئی کہ قوم عاد کے مکانات روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگے، لوگوں نے اپنے آپ کو صحرا میں کمر تک گاڑ لیا مگر پھر بھی ہوا نے اکھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا، آدمی خاک کے ذرات کی طرح اڑ رہے تھے، جنھوں نے پہاڑوں اور غاروں میں پناہ لی، وہاں بھی ہوا نے ان کو ہلاک کر دیا، واقعی جسے خدا تعالیٰ کی پناہ حاصل نہیں ہوتی اسے کائنات کا کوئی حصہ

Marfat.com

پناہ نہیں دے سکتا، اس غضب ناک طوفان نے ساری قوم کو پیوند خاک بنا کر رکھ دیا، یہ ہے بے ادب اور گستاخ لوگوں کا انجام۔ وہی لوگ محفوظ رہے جنھوں نے پیغمبر خدا کے ادب واحترام کا راستہ اختیار کیا تھا۔

قوم عاد کی عبرتناک ہلاکت کے بعد حضرت ہود علیہ السلام حضرموت میں آباد ہو گئے، آپ کے اطاعت گزار بھی ہمراہ تھے، وہاں ان کا وصال ہو گیا، ایک روایت ہے کہ حضرموت کے پہاڑوں میں ایک غار پر ایک گنبد بنا ہوا ہے، اس کے نیچے محراب پر ایک کتبہ ہے جس پر لکھا ہوا ہے حضرت ہود علیہ السلام یہاں آرام فرما ہیں اور ایک سونے کی تختی پر لکھا ہوا ہے کہ اللہ بزرگ و برتر کے نام سے شروع، میں زمین وآسمان کے پروردگار کی طرف سے قوم عاد کی طرف بھیجا گیا ہوں، میں نے ان کو ایمان کی دعوت دی اور اصنام واوثان سے دامن چھڑانے کی تلقین کی مگر انہوں نے میری نافرمانی کی لہذا وہ ایک خوفناک ہوا کے ذریعے ہلاک کر دیئے گئے، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ قوم عاد ہلاک ہو گئی تو حضرت ہود علیہ السلام مکہ مکرمہ کی وادی میں تشریف لائے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے، پھر آخری دم تک یہیں رہے، آپ کا مزار رکن اور زمزم کے درمیان واقع ہے، ایک روایت ہے کہ آپ حضرموت سے حج ادا کرنے آئے تھے کہ پیغام اجل آ گیا، حضرت جبریل علیہ السلام اور ملائکہ نے مل کر نماز جنازہ ادا کی اور آپ کو صفا اور مروہ کے درمیان سپرد خاک کر دیا، آپ کی عمر مستعار تقریباً ۴۶۴ سال تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں سے حضرت نوح علیہ السلام

Marfat.com

کے ساتھ جاملتا ہے، آپ بہت خوبصورت اور خوب سیرت پیغمبر برحق تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوم ثمود کی طرف مبعوث فرمایا، قوم ثمود حجاز اور شام کے درمیانی علاقوں میں آباد تھی، گرمی اور سردی میں پہاڑوں پر سکونت رکھتی تھی، ان لوگوں کی عمر اوسطاً چھ سو سال سے لے کر ایک ہزار سال تک تھی، یہ قوم بھی اصنام پرست تھی، حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو بہت سمجھایا کہ ایک خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کیا کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اس کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق زندگی بسر کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی صورت میں بہترین اجر و ثواب عطا کرے گا مگر قوم نے ایک نہ سنی بلکہ الٹا آپ کو دیوانہ، جادوگر اور بیوقوف کہنا شروع کر دیا، آپ قوم کا مذاق اور تشدد برداشت کرتے رہے لیکن تبلیغ اسلام میں کوئی کسر نہ چھوڑی، ایک دن ساری قوم عید کی خوشیوں میں مصروف تھی، ان گستاخ لوگوں نے کہا، ہم عید گاہ میں اصنام پرستی کریں گے اور اپنے معبودوں کو پکاریں گے جبکہ آپ اپنے خدا کو پکاریں، دیکھیں کس کی دعا جلد قبول ہوتی ہے، قوم ثمود نے بہت دعائیں مانگیں مگر ایک بھی دعا قبول نہ ہوئی، اس بات سے وہ بہت شرمندہ ہوئے، قوم ثمود کے ایک سردار نے کہا، اے صالح اگر آپ اس بڑے پتھر کے بطن سے ایسی اونٹنی برآمد کر دیں جس کی پیشانی سیاہ اور بدن کے بال سفید ہوں اور وہ دس مہینے سے گابھن ہو اور وہ باہر نکلتے ہی بچہ پیدا کرے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے، اگر آپ یہ معجزہ نہ دکھا سکے تو ہم آپ کو خوب تنگ کریں گے، اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی، اے پیارے پیغمبر! تم اپنی قوم سے وعدہ لے لو کہ وہ اس اونٹنی کو قتل تو نہ کریں گے اور اس کا دودھ پیا کریں گے تو ہم اسے برآمد کر دیتے ہیں، چنانچہ آپ نے قوم ثمود سے وعدہ لے کر دو رکعت نماز ادا کی اور

Marfat.com

ظہور معجزہ کی درخواست کی ،فوراً ہی اس پتھر میں جنبش پیدا ہوئی اور ویسی ہی اونٹنی نے بچہ پیدا کر دیا ،اس کے بعد وہ جنگل کی طرف چرنے چلی گئی ،اسکا بچہ بھی ساتھ تھا ،قوم ثمود کا سردار تو مسلمان ہو گیا مگر باقی قوم آپ کو جادوگر سمجھتی رہی ، یہ اونٹنی عجیب وغریب تھی ، جب کنوئیں پر پانی پینے کیلئے آتی تو سارا پانی پی جاتی ، پھر دودھ بھی اسی قدر فراہم کرتی جسے ساری قوم استعمال کرتی ، اس کا مکھن اور پنیر بنا کر فروخت کرتی اور بہت زیادہ نفع کماتی رہی ،حضرت صالح علیہ السلام نے اس ''ناقۃ اللہ'' کیلئے پانی کا ایک دن مقرر کر دیا اور دوسرے دن قوم ثمود کو پانی حاصل کرنے کی مہلت دے دی ، اس طرح ایک طویل عرصہ گزر گیا ،اونٹنی سردی کے دنوں میں بھی میدان میں رہتی تھی ،قوم کے سارے جانور اس سے خوفزدہ رہتے تھے ،قرآن پاک میں ہے '' یہ ہے اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح ہاتھ نہ لگانا کہ تم کو قریب ترین عذاب پہنچے گا۔ ﴿ سورۃ ہود آیت :۶۴﴾ آخر ان لوگوں نے کفرانِ نعمت کی ٹھان لی ، ہوا یوں کہ قوم ثمود میں ایک حسین وجمیل عورت تھی ، وہ چاہتی تھی کہ ''ناقۃ اللہ'' کو قتل کر دیا جائے تا کہ اس کے جانور اچھے طریقے سے چارہ کھا سکیں ، ایک روز اس زہرہ جبین خاتون نے دو مردوں کو شراب پلا کر اور اپنے چہرے سے نقاب ہٹا کر اس جرم عظیم کیلئے تیار کیا ، وہ اس کے فریب میں آ گئے اور ہاتھ میں تلوار لے کر ناقۃ اللہ کا انتظار کرنے لگے ، جب وہ اپنے بچے کے ساتھ پانی پینے کیلئے کنوئیں پر آئی تو انہوں نے موقعہ پا کر اسکی پچھلی کونچیں کاٹ دیں ، اونٹنی منہ کے بل گر گئی تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور بعد ازاں ساری قوم نے اس کا گوشت تقسیم کر کے کھا لیا ، اونٹنی کا بچہ روتا ہوا حضرت صالح علیہ السلام کے پاس آیا اور تین مرتبہ دردناک آواز نکالی جیسے اپنی ماں کے غم میں

Marfat.com

فریاد کر رہا تھا، پھر عید گاہ کی طرف دوڑ گیا اور اسی پتھر کے بطن میں گم ہو گیا، حضرت صالح علیہ السلام نے ''ناقۃ اللہ'' کے گستاخوں اور بے ادبوں سے فرمایا، تین دن کے بعد تم تمام قوم پر عذاب الٰہی آنے والا ہے لہذا اپنے اعمال کا خمیازہ بھگتنے کیلئے تیار ہو جاؤ، پہلے دن تمہارے چہرے زرد ہوں گے، پھر دوسرے دن سرخ ہوں گے اور تیسرے دن سیاہ ہوں گے، یہ عذاب الٰہی کی علامت ہے، قوم ثمود نے آپ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا تو اس ارادے سے نکلنے والے لوگوں کو فرشتوں نے پتھروں کی بارش سے ہلاک کر دیا، پھر باقی قوم نے ایک لشکر جرار تیار کیا تا کہ آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کو اور آپ کے اطاعت گزاروں کو ختم کر دیا جائے اور اپنے مرنے والے ساتھیوں کا انتقام لیا جائے، عذاب الٰہی تو تین دن بعد آئے گا، اسے بعد میں دیکھ لیں گے، پہلے ان کا تو کام تمام کر لیں، مسلمانوں نے کہا، تین دن کی بات ہی کیا ہے، تم انتظار کر لو اگر عذاب الٰہی نازل نہ ہوا، تو تم ہمارے ساتھ جیسا مرضی سلوک کر لینا، چنانچہ گستاخان اہل خدا پر خدا کا عذاب نازل ہو گیا، جمعرات کے روز ساری قوم کے چہرے زرد ہو گئے، جمعہ کے روز سرخ اور ہفتے کے دن سیاہ ہو گئے لیکن توبہ اور استغفار کی طرف کوئی فرد بھی مائل نہ ہوا، اتوار کے روز حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک خوفناک چنگاڑ ماری جس سے ساری قوم ہلاکت کے گھاٹ اتر گئی۔

ارشاد خداوندی ہے:

پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے صالح اور اسکے ساتھیوں کو بچا لیا اپنی رحمت فرما کر اس دن کی رسوائی سے، بے شک تمہارا رب قوی عزت والا ہے، اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے تھے گویا کبھی

Marfat.com

یہاں بسے ہی نہیں، سن لو بے شک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے، ارے لعنت ہو ثمود پر، ﴿سورۃ ہود:۵۶تا۵۸﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

تاریخ نبوت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بہت بلند مقام ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنایا اور نمرود اور اسکے پجاریوں کی طرف مبعوث فرمایا، جب آپ نے شہر اُر میں آنکھ کھولی تو دیکھا کہ گردو پیش میں بتوں کی عبادت کی جاتی ہے، ان کے علاوہ سورج، چاند اور ستاروں کو بھی اپنا معبود سمجھا جاتا ہے، نمرود جیسے جابر و قاہر انسان کو بھی سجدے نچھاور کئے جاتے ہیں، ساری دنیا میں کوئی توحید کا نام لیوا دکھائی نہیں دیتا تھا، حتیٰ کہ آپ کا اپنا چچا آذر بت تراش اور بت فروش تھا۔ آپ نے سارے معاشرے کے ساتھ ٹکر لینے کی ٹھان لی اور لوگوں کو بتایا کہ یہ ستارے تمہارے خدا کس طرح ہو سکتے ہیں جو ڈوب جاتے ہیں، یہ چاند تمہارا معبود کیسے ہو سکتا ہے جو اجالوں کی نذر ہو جاتا ہے، یہ سورج تمہارا دیوتا کیسے ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں روپوش ہو جاتا ہے، پھر یہ مٹی، تانبے، پتھر، لوہے، کانسی، سونے اور لکڑ کے بت کیسے حاجت روائی کر سکتے ہیں، جو خود اپنی تخلیق میں تمہارے دست ہنر کے محتاج ہیں، جو سن نہیں سکتے، جو دیکھ نہیں سکتے، جو مشکل آسان نہیں کر سکتے، افسوس ساری قوم گمراہی کا شکار ہے، کوئی ایک بھی باشعور نہیں، سب اپنے گمراہ باپ دادوں کے نقش قدم پر چل کر دوزخ کی پاتال میں اتر رہے ہیں، آؤ صراط ہدایت کی طرف، آؤ صبح نور کی جانب، آؤ توحید و رسالت کی تعلیمات کی سمت، تمہیں دینوی اور اخروی کامیابی نصیب ہو جائے گی، تم حقیقت میں اشرف

Marfat.com

المخلوقات اور احسن التقویم بن جاؤ گے ، اس ہٹ دھرم قوم نے آپ کی نورانی دعوت پر کان دھرنے کی بجائے آپ کو اذیت میں مبتلا کرنا شروع کر دیا، آپ بہت بہادر تھے، ایک دن قوم اپنی سالانہ عید کے موقع پر شہر سے باہر نکل گئی تو آپ نے اس کے خداؤں کو اپنے تیشہ جلال کے ساتھ پاش پاش کر دیا، اور اپنا تیشہ یا کلہاڑا ''بڑے خدا'' کے کندھے پر رکھ دیا، جب قوم واپس آئی تو اس کے اپنے خداؤں کا حشر ونشر دیکھ کر شدید پریشان ہوگئی، آخر وہ لوگ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا ہے کیونکہ وہی سرعام ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتے ہیں، آپ کو طلب کیا گیا تو آپ نے فرمایا، جس بڑے خدا کے کندھے پر کلہاڑا ہے، یہ کام اسی نے کیا ہے، اسی سے پوچھ لو، وہ کہنے لگے تو جانتا ہے کہ اصنام بولنے کی قوت نہیں رکھتے، آپ نے فرمایا، پھر تم ایسے مجبور اور معذور خداؤں کو کیوں سجدہ کرتے ہو، کیوں اپنا نجات دہندہ تصور کرتے ہو، جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتے، تمہاری حفاظت کیا کریں گے، کیا تمہیں واقعی کوئی شعور نہیں، قوم اتنی بڑی دلیل کے بعد بھی راہ راست پر نہ آئی اور آپ کو زندہ جلانے کیلئے بہت بڑی آگ تیار کرنے پر کمر بستہ ہوگئی، نمرود کو اپنی خدائی کا خطرہ تھا، اس نے ساری قوم کی بھرپور سرپرستی کی، چنانچہ وہ وقت بھی آ گیا جب ان بے ادب اور گستاخ لوگوں نے پیغمبر برحق کو آگ میں ڈال دیا، یہ الگ بات ہے کہ قدرت خداوندی سے وہ نار سراسر گلزار بن گئی اور آپ اس ''صحن آتش'' میں مسرت وانبساط کے ساتھ مسکراتے رہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

اتنا بڑا معجزہ دیکھ کر بھی قوم نمرود کو ہوش نہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت

Marfat.com

کا حکم دے دیا، آپ اور آپ کے ساتھی یونہی قوم سے باہر نکلے، عذاب الٰہی نے ان بے ادبوں اور گستاخوں کو زیروزبر کر کے رکھ دیا، قوم نمرود کو مچھروں سے عذاب دیا گیا، مچھروں نے پوری قوم کے خون اور گوشت کو چٹ کرلیا، کہتے ہیں کہ ایک مچھر نمرود کے ناک کے راستے سے دماغ میں گھس گیا جس کی وجہ سے اس کی زندگی عذاب بن گئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کے دشمنوں اور گستاخوں کا نام ونشان تک مٹادیا، یہاں تک کہ ﴿ فما بکت علیھم السماء والارض ﴾ نہ ان پر آسمان رویا، نہ ان پر زمین روئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ سارہ کے ساتھ ارض مقدس فلسطین میں رہائش پذیر ہو گئے، وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت عروج عطا فرمایا، حضرت لوط علیہ السلام ان کے چچازاد بھائی تھے یا ایک روایت کے مطابق بھتیجے تھے، وہ آپ کے حکم کے مطابق موتفکہ میں آباد ہو گئے، روایت ہے کہ ایک مرتبہ فلسطین میں قحط سالی عام ہوگئی تو آپ اپنی اہلیہ حضرت سارہ کے ہمراہ مصر تشریف لے گئے، فرعون مصر کو خبر ہوئی کہ ایک صاحب مصر آئے ہیں اور ان کے ہمراہ ایک بہت زیادہ خوبصورت خاتون ہے۔ فرعون مصر کے سر پر بھوت سوار ہو گیا چنانچہ اس نے حضرت سارہ کو بلایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ناموس معرض خطر میں دیکھی تو وضو کر کے نماز پڑھنی شروع کردی، ادھر بادشاہ نے دست اندازی کا ارادہ ہی کیا تھا کہ مفلوج ہوکر زمین پر گر پڑا، جب جان نکلتی دیکھی تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے التجا کی کہ آپ دعا کریں، میں آئندہ یہ حرکت نہ کروں گا، آپ نے دعا کی تو وہ تندرست ہو گیا مگر اس کی پھر نیت خراب ہوگئی، یونہی دست اندازی کا ارادہ کیا تو پھر وہی حالت ہوگئی، حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے عرض کرنے لگا، آپ ایک مرتبہ پھر دعا کریں، آپ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی، کہتے ہیں

Marfat.com

تیسری مرتبہ بھی اس نے یہی حرکت کی اور پھر آپ کی دعا سے صحت یاب ہوا، آخر اس نے اپنی شہزادی حاجرہ آپ کے حوالے کر دی اور نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔ جب وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں آئیں تو آپ ابھی تک نماز ادا کر رہے تھے، انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے استفسار کیا تو عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری عزت و ناموس کو محفوظ رکھا ہے، پھر فرعون مصر نے اپنی شہزادی حاجرہ بھی ہمراہ کر دی ہے تا کہ وہ آپ کی خدمت گزار بن کر رہے، اس حکایت سے بھی معلوم ہوا کہ محبوبان خدا کے بے ادب اور گستاخ کو کبھی سکون نصیب نہیں ہوسکتا، دنیا اور آخرت کی رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے، اگر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اس کیلئے دعا نہ کرتیں تو دنیا کی کوئی طاقت بھی اسے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں چھڑا سکتی تھی۔

حضرت لوط علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو اہل موتفکہ کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا، موتفکہ اور فلسطین کے درمیان ایک دن اور رات کی مسافت تھی، اہل موتفکہ پانچ شہروں میں آباد تھے، سب سے بڑا شہر سدوم تھا، باقی چار شہروں کا نام عامورا، دادما، صبابود اور صعودا ہے، ہر شہر میں تقریباً ایک لاکھ افراد آباد تھے، اہل موتفکہ کے پانچوں شہر بہت سرسبز و شاداب تھے، ان کے گرد و نواح میں خوبصورت باغوں کی بہتات تھی، کاشت کاری عام تھی، ان کے پاس اناج کے ذخیرے موجود تھے، قحط سالی کے دنوں میں دیگر علاقوں کے لوگ ان کے پاس غلہ خریدنے کے لئے آیا کرتے تھے، اس قوم میں بھی کفر و شرک کی بیماری تھی لیکن اسکے ساتھ لواطت بھی،

Marfat.com

ناموس کو لوٹنا باعثِ فخر سمجھا جاتا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے مسلسل بیس سال تک ان کو ان بری حرکتوں سے روکا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ فرمائی مگر قوم نے سر تسلیم خم کرنے کی بجائے بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کیا۔ شیطان نے اس قوم کو لواطت کا اسقدر خوگر بنا دیا تھا کہ وہ راستوں میں بیٹھ جاتے اور گزرنے والے پردیسیوں کو پکڑ کہ اس فعل بد کا ارتکاب کرتے، حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت و ہدایت سے انہوں نے کوئی سبق نہ سیکھا تو انہیں عذاب الٰہی نے دبوچ لیا یہاں تک کہ ان کا نام ونشان باقی نہ رہا، قوم موتفکہ پر عذاب کی کیا کیفیت تھی، ایک روز فرشتوں کی ایک جماعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئی، یہ فرشتے نہایت خوبصورت مردوں کی شکل میں تھے، انہوں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں، فرشتوں نے جواب دیا، ہم آپ کے مہمان ہیں، آپ نے ایک بچھڑا ذبح کیا اور کھانا تیار کر کے مہمانوں کے سامنے رکھا تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا، بتقاضائے بشریت آپ پر ان کی ہیبت سی طاری ہو گئی، انہوں نے کہا، آپ گھبرائیے نہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھنے ہوئے بچھڑے پر پاؤں مارا تو وہ اس وقت زندہ ہو کر بھاگ گیا، اس کے بعد ان فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت سنائی، وہ بہت متعجب ہوئے کہ اس کبرسنی کے عالم میں اولاد کیسے ہو گی، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تو بغیر ماں باپ کے بھی اولاد پیدا کر سکتا ہے، پھر کہا کہ ہم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کیلئے آئے ہیں، فرشتے شہر سدوم پہنچے تو وہاں حضرت لوط علیہ السلام کھیتی باڑی میں مصروف تھے، انہوں نے اتنے حسین وجمیل لوگوں کو دیکھا تو اپنی قوم کی طرف

Marfat.com

سے خطرہ محسوس کیا، آپ کی بیوی کافر تھی، اس نے اپنی قوم کو ان خوبصورت مہمانوں کی اطلاع کر دی، قوم کے بد طینت افراد دوڑے آئے تو آپ پریشان ہو گئے، فرشتوں نے عرض کیا، آپ پریشان نہ ہوں، ہم فرشتے ہیں اور اس بدکردار قوم کو نیست و نابود کرنے آئے ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے ان بدمعاشوں کو اندھا کر دیا، وہ کہنے لگے، اگر آپ ہمیں درست کر دیں تو ہم اس بدفعلی سے توبہ کرلیں گے، حضرت جبریل علیہ السلام نے انہیں درست کر دیا مگر وہ یہ کہتے ہوئے چل دیئے، اچھا صبح دیکھا جائے گا، فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے عرض کیا، آپ اپنے اہل و عیال کو لے کر شہر سے نکل جائیں، چونکہ آپ کی بیوی کافرہ ہے اس لئے اُس کو ساتھ نہ لے جانا، صبح اس گستاخ قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا، حضرت لوط علیہ السلام آخر شب شہر سے باہر نکل گئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ساری قوم کے شہروں کو اٹھا کر ہوا میں اتنا بلند کیا کہ پہلے آسمان کے فرشتوں کو ان شہروں کے مرغوں اور کتوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں، پھر ان کو الٹا کر کے زمین پر پھینک دیا اوپر سے پتھروں کی بارش کر دی اور وہ ساری قوم پیوند خاک بنا کر رکھ دی وہ بستی اس راہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے اور قافلے اس پر گزرتے ہیں اور غضب الٰہی کے آثار دیکھنے میں آتے ہیں، ﴿خزائن العرفان ص ۳۸۳﴾ حضرت لوط علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آگئے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے، آپ نے دیکھا تو ایک قوم نے پیغمبر برحق کی نافرمانی اور بے ادبی کر کے کتنا بڑا عذاب حاصل کیا، اگر وہ ان کے ادب و احترام میں زندگی بسر کرتے اور ان کے احکام پر عمل پیرا ہوتے تو ہمیشہ کی عزت و عظمت کے حقدار بن جاتے۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

حضرت یوسف علیہ السلام کی بدولت بنی اسرائیل کو دیار مصر میں رہائش نصیب ہوئی تو انہیں بہت زیادہ عروج بھی حاصل ہوا، ان کے وصال کے بعد رفتہ رفتہ وہ زوال وانحطاط کا شکار ہو گئے، یہاں تک کہ فرعون اور اس کے لشکروں کے ماتحت زندگی بسر کرنے لگے، فرعون بہت جابر وقاہر حکمران تھا، اپنے غرور وتکبر کی وجہ سے لوگوں سے سجدے کراتا اور اپنے آپ کو خدا تصور کرتا تھا، اس کے پنجہ استبداد میں قوم بنی اسرائیل انتہائی ذلت ومسکنت سے دوچار تھی، باقی رعایا بھی ظلم وتشدد سے سسک رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرعون مصر کی ہدایت اور بنی اسرائیل کی حمایت کیلئے اپنے عظیم الشان اور اولوالعزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، انہیں ید بیضا اور عصا کے معجزات عطا فرمائے اور ان کے برادر اکبر حضرت ہارون علیہ السلام کو ان کا دست راست بنایا، اپنی کتاب تورات جیسی دولت عطا فرمائی جو قوم کیلئے شفا، نور اور ہدایت کا خزانہ تھی، کوہ طور پر بلا کر بغیر کسی واسطے کے ہم کلامی کا شرف عنایت کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام تاریخ نبوت میں ایک خاص مقام پر فائز ہیں، قرآن پاک میں کثرت کے ساتھ آپ کا ذکر مبارک ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور حضرت ہارون کو فرعون کے پاس بھیجا، آپ نے جا کر اسے کہا، ہم دونوں خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور تجھے خدا تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دینے آئے ہیں، فرعون نے کہا، تمہارا خدا کون ہے، آپ نے فرمایا، میرا خدا وہ ہے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، اس نے معجزے کا مطالبہ کیا تو آپ نے اپنا عصا زمین پر رکھ دیا، وہ زمین پر گرتے ہی اژدھا بن گیا، اس سے ڈر کر تمام اہل دربار منتشر ہو گئے، فرعون نے

Marfat.com

منت سماجت سے کام لیا تو آپ نے اژدھا کی قمر پر ہاتھ رکھا تو وہ بدستور سابق عصا بن گیا، پھر آپ نے اپنے روشن ہاتھ کا معجزہ بھی دکھایا مگر فرعون اور اسکے درباری اسے جادو ہی سمجھتے رہے، انہوں نے آپ کے مقابلے کیلئے بڑے بڑے جادوگروں کو طلب کیا، پھر میدان لگ گیا، جادوگروں نے رسیاں زمین پر پھینکیں تو سانپ ہی سانپ نظر آنے لگے، آپ نے عصا زمین پر پھینکا تو وہ اژدھا بن کر تمام سانپوں کو نگل گیا، جادوگر یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے، فرعون نے ان کو عبرتناک سزائیں بھی دیں مگر وہ صراط مستقیم پر گامزن رہے۔ ایک دن فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو پختہ انٹیں بنوانے کا حکم دیا، ہامان نے حکم پر عمل کیا اور ساتھ پچاس ہزار معمار اکٹھے کیئے، انہوں نے مل جل کر بہت اونچا محل تیار کیا تو فرعون اور اس کے ساتھی محل پر چڑھ گئے، پھر انہوں نے آسمان کی طرف تیر اندازی کا مظاہرہ کیا تو قدرت خداوندی سے تیر خون آلود ہو کر نیچے گرے، یہ ان کا امتحان تھا جس کی وجہ سے وہ سمجھنے لگے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو قتل کر دیا ہے، ﴿معاذ اللہ﴾ اس خوشی میں فرعون کو خچر پر سوار کیا گیا، حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک ہی پر مار کر خچر کے تین ٹکڑے کر دیئے، پھر عمارت کو گرا دیا اور اس میں کام کرنے والے سب افراد کو بھی ہلاک کر دیا۔ ﴿تفسیر مظہری ۷/۱۶۶﴾ قوم فرعون پر طرح طرح کے عذاب نازل ہونے لگے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آل فرعون کیلئے ضرر کی دعا فرمائی تو سارے مصر کو خشک سالی نے گھیر لیا، پھر چند سالوں کے بعد اس قدر طوفانی بارش ہوئی کہ ان کے مکانات پانی سے بھر گئے، بنی اسرائیل کے مکانات بھی ان کے قریب تھے مگر ان میں پانی کا نام ونشان تک نہیں تھا، پھر ان پر وبا کا عذاب نازل کیا گیا، ایک رات میں اسی ہزار کا فر لقمہ اجل بن گئے، آخر ایک دن

Marfat.com

گھبرا کر آپ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا کہ ہم سے عذاب ٹل جائے تو ہم ایمان قبول کرلیں گے، آپ نے دعا فرمائی تو عذاب ٹل گیا، مگر وہ لوگ پہلے سے بھی زیادہ سرکش ہو گئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈیوں کا عذاب نازل کر دیا، انہوں نے قبطیوں فرعونیوں کے کھیتوں اور باغوں کا صفایا کر دیا۔ انہوں نے پھر ایمان لانے کا وعدہ کیا تو آپ نے دعا کی جس کی برکت سے یہ خوفناک عذاب بھی ٹل گیا مگر یہ بدنصیب گستاخ اور بے ادب لوگ پھر بھی مسلمان نہ ہوئے، اس سے اگلا عذاب جوؤں کی شکل میں تھا، پھر مینڈکوں کا عذاب نازل ہوا، پھر خون کا عذاب نازل ہوا مگر وہ لوگ از حد ہٹ دھرم اور ضدی تھے، ماننے کی بجائے یہی کہنے لگے، حضرت موسیٰ علیہ السلام تو بہت بڑے جادوگر ہیں جن کی وجہ سے ہم عذاب کا شکار ہوتے رہتے ہیں، دوسری طرف بنی اسرائیل کا ہر فرد محفوظ رہتا تھا، روایات میں یہاں تک بھی آیا ہے کہ قوم مصر بہت خوشحال تھی، ان کے پاس باغات تھے، ثمرات تھے، پہاڑوں میں سونے چاندی کے انبار تھے، اس خوشحالی کی وجہ سے انہیں گمراہی اور بے ادبی کی جسارت ہوتی تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے مال واسباب کے ضیاع کیلئے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساز وسامان کو پتھر بنا دیا۔ یہ گستاخ اور بے ادب قوم پھر بھی باز نہ آئی تو آپ نے عرض کیا، اے اللہ! ان کے دلوں پر مہریں لگا دے اور ان پر دردناک عذاب نازل فرما۔ تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ آپ کی دعا کا اثر چالیس سال کے بعد ظہور میں آیا، اسی تفسیر میں ہے کہ آپ اپنی قوم کو معجزے دکھاتے، اللہ تعالیٰ کے عذابات سے ڈراتے، جنتوں کی بشارتیں سناتے مگر آل فرعون کے عناد اور فساد میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم موصول ہوا کہ اب اس گستاخ قوم پر دردناک عذاب کا وقت آ گیا ہے،

Marfat.com

آپ بنی اسرائیل کو لے کر راتو رات دریائے نیل کو عبور کر جائیں، آپ امن و عافیت کے ساتھ گزر جائیں گے تو آل فرعون کو ہمیشہ کیلئے غرق کر دیا جائے گا، آپ نے حکم خداوندی سے حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت مبارک لیا اور ساری قوم کو وقت مقرر کے مطابق جمع کر کے دریائے نیل کو عبور کرنے کا پروگرام مرتب فرمایا، پھر ایک رات آپ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل گئے، فرعون کو معلوم ہوا تو وہ بھی دو لاکھ چالیس ہزار کی فوجِ کثیر کے ساتھ تعاقب کیلئے دوڑ پڑا۔ بنی اسرائیل بہت پریشان ہو گئے، سامنے دریا تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر جرار تھا، آپ نے فرمایا، میرے ساتھ میرا پروردگار ہے، میرے لئے ضرور راستہ کھول دے گا، آپ نے دریا پر عصا مارا تو دریا کی لہریں پھٹ گئیں اور بارہ راستے معرض وجود میں آ گئے، بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے، ہر قبیلہ ایک ایک راستے سے گزر گیا، فرعون کا لشکر بھی انہی راستوں سے گزرنے لگا تو دریا کی لہروں نے آلیا اور آناً فاناً سارے لشکر کو ہڑپ کر لیا، روایت میں آتا ہے کہ مرتے وقت فرعون نے کہا، میں خدائے برحق پر ایمان لاتا ہوں، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، ظالم اپنے اختیار سے باہر ہو گیا تو اب ایمان لانے کا ہوش آیا ہے، اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کا فرمان شاہی پڑھ کر سنایا کہ مالک کے نافرمان بندے کی یہی سزا ہے کہ اس کو دریائے نیل میں غرق کر دیا جائے اور فرمایا، تیرے اپنے فیصلے کے مطابق آج تجھے اسی سزا سے نوازا جا رہا ہے، پھر اس کی لاش نشان عبرت بن کر پانی کی لہروں پر تیرنے لگی، اس گستاخ قوم کی سزا اسی پر ختم نہیں ہوئی، برزخ اور آخرت کے دردناک عذاب اس کا انتظار کر رہے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آل فرعون پر صبح و شام آگ پیش کی جاتی ہے اور انہیں دوزخ کا

Marfat.com

ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، غرقابی کے وقت فرعون کی عمر چار سو سال تھی، ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل نے واپس مصر پہنچ کر آل فرعون کے مکانات اور املاک پر قبضہ کرلیا مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں انہوں نے مصر فتح کیا اور اس کی انواع واقسام کی دولتوں سے مالا مال ہوئے۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کے ہمراہ زندگی کے دن بسر کررہے تھے مگر آپ کی تکالیف کا دور پہلے سے زیادہ کرب ناک تھا، جس قوم کی نجات کیلئے آپ نے زمانے کے جابر حکمران سے ٹکر لی تھی، وہ قوم از حد ناشکر گزار واقع ہوئی، آپ اپنے برادر مکرم حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کر کوہ طور پر تورات لینے کیلئے گئے تو چالیس دن رات خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے رہے، پھر آپ کو تورات سے سرفراز کیا گیا جو سات یا نو تختیوں پر مرقوم تھی اور اسمیں ہر قسم کے احکامات کندہ تھے، بعد میں قوم کی حالت زار کا یہ عالم تھا کہ سامری نے سونے کو پگھلا کر ایک بچھڑے کی مورتی بنائی اور ساری قوم کو اسکی عبادت میں مصروف کر دیا، حضرت ہارون علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل کو بہت سمجھایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احسانات اور اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد کروائے مگر قوم گئو سالہ پرستی سے باز نہ آئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام جب واپس آئے تو قوم کی ناعاقبت اندیشی کو دیکھ کر بہت غمناک ہوئے، اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی ناشکری اور اسکے محبوب پیغمبر کی اسقدر گستاخی، کم از کم ایسی قوم سے متوقع نہیں تھی جو فرعون کی صدیوں پرانی غلامی اور محکومی سے کچھ ہی عرصہ پہلے آزاد ہوئی تھی، آپ نے از حد جلال کی وجہ سے حضرت ہارون علیہ السلام کی ریش مبارک کو پکڑا اور ان سے جواب طلبی فرمائی، تورات کی تختیاں زمین پر پھینک دیں جس کے کئی ٹکڑے بن گئے سب

Marfat.com

ٹکڑے تو آسمان پر اٹھا لئے گئے، باقی ایک ٹکڑا رہ گیا جس میں رحمت اور ہدایت کا بیان تھا، حضرت ہارون علیہ السلام نے بہت معذرت کی اور قوم کی ہٹ دھرمی کا رونا رویا کہ اگر میں ان پر سختی کرتا تو یہ لوگ مجھے قتل کرنے کے درپئے ہو جاتے اور اگر بحث وتکرار کرتا تو مجھے تفرقہ باز قرار دیتے، آخر میں کس طرح ان کو اس راہ ضلالت سے روک سکتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلال آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہوا تو آپ نے استغفار کیا، پھر آپ کا عتاب سامری پر نازل ہوا، آپ تو اس کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر حکمت خداوندی آڑے آ گئی، ہاں اس کے گمراہ کن بچھڑے کی مورتی کو دریا میں پھنکوا دیا اور فرمایا، بد بخت انسان! تو اس بے بس خدا کی عبادت پر مخلوق خُدا کو مائل کر رہا تھا، آپ نے سامری کیلئے چھوت کی بیماری کی دعا کی، چنانچہ وہ سارے معاشرے میں تنہا ہو کر رہ گیا، اگر کوئی اس کے پاس جاتا تو اسے شدید قسم کا بخار ہونے لگتا، پھر وہ خود ہر قریب آنے والے کو کہنے لگا کہ خبردار! میرے قریب مت آنا، یہ تھی پیغمبر برحق کے ایک اور گستاخ اور بے ادب کی دردناک سزا۔

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

سامری کا فتنہ ختم ہوا تو قارون جیسے گستاخ اور بے ادب کا فتنہ پیدا ہو گیا، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو قارون نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا، اس نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے خطاب کیا کہ لوگو! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو حکم دیا، تم نے اس کی تعمیل کی تو کیا اب یہاں تک نوبت آ گئی ہے کہ وہ تمہارے مال بھی چھین لینا چاہتے ہیں، بنی اسرائیل نے کہا، ہم تمہاری رائے پر عمل کریں گے، تم ہی بتاؤ اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ قارون نے کہا، میں حکم دیتا ہوں کہ فلاں زانیہ عورت کو لے آؤ، ہم اس کو کچھ معاوضہ دیں گے، وہ حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام پر ریک قسم کا الزام لگائے گی تو تمام قوم ان کا ساتھ چھوڑ دے گی، چنانچہ لوگوں نے اس عورت کو بلایا اور قارون نے ہزار درہم یا ہزار دینار یا سونے کا ایک طشت دینے کا وعدہ کیا، بعض روایات میں ہے کہ قارون نے وعدہ کیا کہ اسے مالدار بنا دیا جائے گا اور اسے اپنی بیویوں میں شامل کرلے گا، شرط یہ ہے کہ مجمع عام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگاؤ، کتنا ظالم اور ہٹ دھرم تھا وہ انسان بھی، اللہ اور اسکے پیغمبر کے حکم کے مطابق اپنا مال خرچ نہیں کر رہا تھا جبکہ ایک فاحشہ عورت پر ہزاروں درہم اور دینار قربان کرنے کیلئے تیار تھا، آج بھی اس فطرت اور خصلت کے ہزاروں مالدار موجود ہے، ان کا مال غریبوں اور مسکینوں کیلئے نہیں شیطانی کاموں کیلئے ہر وقت حاضر رہتا ہے، دوسرے دن قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا کہ تمام بنی اسرائیل ایک مجمع عام کی صورت میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں تا کہ آپ انہیں وعظ و نصیحت سے سرفراز فرمائیں، آپ بہت خوش ہو کر باہر نکلے اور خطاب فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا، اے بنی اسرائیل! جو چوری کرے گا ہم اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے، جو کسی پر زنا کی تہمت لگائے گا ہم اس کو کوڑے لگائیں گے، غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے مارے جائیں گے، شادی شدہ زانی کو تیر مار مار کر ہلاک کیا جائے گا، قارون نے نہایت گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہوئے کہا، اگر آپ جرم کریں تو کیا آپ کو بھی سزا ملے گی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، میں بھی اللہ تعالیٰ کے قانون سے بالاتر نہیں ہوں، قارون نے بنی اسرائیل سے کہا، اس عورت کو پیش کیا جائے جس کے ساتھ انہوں نے فعل بد کا ارتکاب کیا ہے، ﴿معاذ اللہ﴾ وہ عورت حاضر ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت غم اور غصے کے عالم میں سوال کیا، کیا میں نے تیرے ساتھ

Marfat.com

ایسا فعل ادا کیا ہے، یہ لوگ ایسا الزام کیوں عائد کر رہے ہیں، پھر آپ نے اس کے سامنے اللہ کی عظمت اور جلالت، قدرت اور خشیت کا اظہار فرمایا تو اس عورت کے دل میں خوف خدا کا جذبہ بیدار ہو گیا، اس نے فوراً کہا، حضور! یہ لوگ بہت جھوٹے ہیں، بلکہ قارون نے یہ الزام لگانے کا معاوضہ طے کر رکھا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدہ ریز ہو گئے اور عرض کیا اے مولا! اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے اس ظالم قارون پر اپنا غضب اور عذاب نازل فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میں نے زمین کو آپ کا مطیع کر دیا، آپ اس کو جو بھی حکم دیں گے قبول کرے گی، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا قارون نے میری عصمت اور عظمت پر حملہ آور ہو کر گستاخی اور بے ادبی کی انتہا کر دی ہے، اس کی تباہی اور بربادی کا وقت آچکا ہے، تم میں سے جو اس کا ساتھ دینا چاہتا ہے اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور جو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے میرے ساتھ آجائے، تمام قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کیساتھ کھڑی ہو گئی، قارون کے ساتھ دو آدمی رہ گئے، ایک روایت کے مطابق دس آدمی اس کے ہمراہ تھے، آپ نے زمین کو حکم دیا کہ ان ظالموں کو پکڑ لے، زمین نے ان کے قدم پکڑ لئے، آپ نے پھر حکم دیا، اے زمین ان ظالموں کو پکڑ لے، زمین نے گھٹنوں تک نگل لیا، تیسری مرتبہ پھر یہ حکم صادر فرمایا تو زمین نے ان کو کمر تک نگل لیا، قارون اور اس کے ساتھی آہ و فریاد کرتے رہے مگر جلالِ پیغمبر کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ چلی، آخر آپ کے حکم سے وہ سارے کے سارے زمین میں زندہ دھنس گئے، ﴿تفسیر مظہری ۱۸۵/۸﴾

قارون کا خزانہ تمام روئے ارضی پر مشہور ہے، وہ اس کے کسی کام نہ آیا اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کی گستاخی اور بے ادبی کے وبال نے اس کو ہمیشہ کیلئے پیوند خاک بنا دیا۔

قوم بنی اسرائیل بہت بے ادب ہوتی جا رہی تھی، ایک مرتبہ کہنے لگی کہ

Marfat.com

جب تک ہم اپنے کانوں سے خدا تعالیٰ کا کلام نہ سن لیں، تورات کو کلام خدا ماننے کیلئے تیار نہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا اور انہیں اپنے ہمراہ لے کر کوہ طور پر آ گئے، پھر ایک غیبی آواز آئی اور ایک بادل کا ٹکرا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے درمیان حائل ہو گیا، وہ لوگ اس لاہوتی آواز کو سن کر سجدہ ریز ہو گئے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے، بعد میں آپ نے ان نمائندوں سے پوچھا، کیا تم نے خدا تعالیٰ کا کلام سن لیا، انہوں نے کہا کلام تو سن لیا مگر خدا تعالیٰ کو دیکھا تو نہیں، ہم جب تک خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لیں آپ پر ایمان نہیں لائیں گے، اسی وقت آسمان سے بجلی گری اور یہ ستر آدمی فوراً ہلاک ہو گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے رویوں سے از حد دلبرداشتہ تھے، انہوں نے عرض کیا مولا ، ان ستر آدمیوں کو زندہ کر دے ورنہ ان کے قتل کا الزام مجھ پر عائد کر دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے پیغمبر عظیم کی اس دعا کو بھی شرف قبول عطا فرمایا، وہ ستر آدمی زندہ ہو گئے، قوم بنی اسرائیل اتنے معجزات دیکھ کر بھی تورات کے احکام پر عمل کرنے سے گریزاں ہی رہی اور کہنے لگی، اتنے بڑے احکام پر ہم لوگ عمل نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ نے اس گستاخ اور بے ادب قوم کے سر پر کوہ طور کو مسلط کر دیا، اب سر کے اوپر پہاڑ معلق تھا، سامنے آگ بھڑک رہی تھی اور پیچھے سے سیلاب کا ریلہ نمودار ہو رہا تھا۔ اس عذاب کے ظاہر ہونے پر انہیں ڈرایا گیا کہ اگر تم تورات کے احکام کو نہ مانو گے تو تمہیں ہمیشہ کیلئے ملیا میٹ کر دیا جائے گا، تب ان سرکشوں اور نافرمانوں نے عذاب کا مشاہدہ کر کے تورات پر عمل کرنے کا وعدہ کیا، فرعون کی ہلاکت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے نبی بھی تھے اور حکمران بھی تھے، آپ کو وحی الٰہی موصول ہوئی کہ اپنی قوم کو اریحا کی جانب لے جاؤ اور عمالقہ

Marfat.com

سے جہاد کرو، اس وقت آپ کے ساتھ بارہ فوجیں تھیں، ہر فوج میں ایک لاکھ بیس ہزار فرد بچوں اور عورتوں کے علاوہ موجود تھے، ہر فوج پر ایک نقیب مقرر تھا جو اپنی فوج کا حاکم اور منتظم تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کمال کے زہد پسند تھے، آپ کے پاس نہ کوئی سواری تھی اور نہ کوئی اپنا مکان تھا، آپ ایک پوستین کا لباس پہنتے تھے، سر انور پر نمدے کی ٹوپی ہوتی اور قدموں میں کچے چمڑے کے جوتے ہوتے تھے، ہاتھ میں ہر وقت دوشاخہ عصا مبارک رہتا تھا، آپ کا کھانا پینا قوم بنی اسرائیل کے ذمے تھا، آپ نے اپنی خوشحال قوم کو عمالقہ پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تو دس نقیب بھی اپنے عہد پر قائم نہ رہے، دو نقیبوں حضرت یوشع بن نون اور حضرت کالبؑ بن یوقنا نے آپ کا ساتھ دیا، عمالقہ بڑی قد آور، شہ زور اور بہادر قوم تھی، اس کا مقابلہ کرنے سے بنی اسرائیل لرزہ براندام تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بہت حوصلہ دلایا مگر وہ کہنے لگے، اے موسیٰ! تو اور تیرا خدا ان کافروں سے لڑتا رہے، ہم تو یہاں آرام کریں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کی اس گستاخی اور بے ادبی کو دیکھ کر دعا کی، یاالٰہی! یہ لوگ بہت نافرمان اور سرکش ہیں، اب تو ہمارے اور ان کے درمیان جدائی پیدا کر دے، اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اب اس گستاخ قوم پر ارض مقدس کو حرام کر دیا گیا ہے، یہ لوگ اس زمین سے باہر نکل سکیں گے اور نہ ہی داخل ہو سکیں گے۔

چنانچہ ساری قوم چالیس سال تک میدان تیہ میں حیران و سرگردان رہی، یہ لوگ اس میدان سے نکلنے کیلئے صبح کو چلتے اور شام کو ٹھہرتے، صبح سو کر اٹھتے تو اس مقام پر موجود ہوتے جہاں سے وہ کل کو چلے تھے، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور حضرت یوشع علیہم السلام بھی اپنی قوم کے ہمرکاب تھے، میدان تیہ چھ فرسخ طویل اور عریض وادی کی صورت میں تھا، اس میں ایک کنواں تھا جو پیاسی قوم کے آگے خشک ہو گیا تھا،

Marfat.com

جب لوگ پیاس کے ہاتھوں مرنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آ گیا، انہوں نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے وحی سے مشرف فرمایا، آپ اپنا عصا پتھر پر ماریں، آپ نے عصا پتھر پر مارا تو وہاں سے بارہ چشمے جاری ہو گئے، ان چشموں کا پانی بہت ٹھنڈا اور خوشگوار تھا، کچھ عرصے کے بعد قوم کو شامیانے اور سامان خوراک کی ضرورت پیش آئی تو اللہ نے کمال کرم سے بادلوں کا سایہ اور من وسلویٰ کا کھانا بھی فراہم کر دیا، اگر کپڑے میلے ہو جاتے تو ان کو آگ میں ڈال دیا جاتا، آگ کپڑوں کو جلانے کی بجائے صاف اور ستھرا کر دیتی، رات کو روشنی کیلئے آسمان سے نور کا ستون نمودار ہونے لگا، اتنی ناز برداری بھی شاید کسی قوم کو نصیب ہوئی اور اس قدر نعمتوں کے حصول پر ناشکر گزاری کا مظاہرہ بھی شاید کسی قوم نے کیا تھا، بنی اسرائیل نے چالیس سال میدان میں گزارنے کے بعد اریحا کو فتح کیا اور ایک عرصے تک وہاں قیام پذیر رہے، اس دوران حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو یہاں بھی گستاخ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچانے سے گریز نہ کیا، وہ کہنے لگے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا ہے، اس الزام سے ایک پیغمبر برحق کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی، اس کا اندازہ کوئی صاحب درد ہی لگا سکتا ہے، اس الزام کی تردید کیلئے حضرت ہارون علیہ السلام حکم الٰہی سے زندہ ہوئے اور قوم کو بتایا کہ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قتل نہیں کیا، میں خود اپنی موت سے واصل حق ہوا ہوں، یہ فرما کر آپ دوبارہ انتقال فرما گئے، روایت ہے کہ ان کے چھ روز بعد آپ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اپنا نائب کامل مقرر کیا اور وصال فرما گئے، ملائکہ نے آپ کے بدن اطہر کو غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھ کر سپرد خاک کیا، وصال کے وقت آپ کی عمر ایک سو تیس سال تھی۔

Marfat.com

حضرت یوشع علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو نبوت اور حکومت سے سرفراز فرمایا، روایات میں آتا ہے کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے اور ان کے بہت وفادار شاگرد تھے، آپ نے بنی اسرائیل کے لشکر تیار کئے اور ان کو میدان تیہ سے نکالا، ملک شام پر حملہ کیا، بہت سے کافروں کو قتل کیا اور بہت سے کافروں کو رونق اسلام سے مشرف فرمایا، پھر شہر بلقا کا محاصرہ کیا، اس زمانے میں ایک عابد و زاہد انسان رہتا تھا، اس کا نام بلعم بن باعور تھا، ساری قوم اس کی شب [illegible] داری اور عبادت گزاری کی معترف تھی، اہل بلقا نے اس سے حضرت یوشع علیہ السلام کے خلاف بد دعا کی درخواست کی، اس نے کہا کہ حضرت یوشع نبی برحق ہیں، ان کے خلاف بد دعا کرنے سے میرا ایمان ضائع ہو جائے گا، تم سب ان پر ایمان لے آؤ، بلعم بن باعور کی بیوی بہت حسین و جمیل عورت تھی اور وہ اپنی بیوی کا بہت گرویدہ تھا، اہل بلقا نے اس کی بیوی کو دنیا کے مال و دولت سے مالا مال کر دیا تو اس نے بلعم بن باعور کر گمراہ کرنے کیلئے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ دھمکی دی کہ اگر تم حضرت یوشع علیہ السلام کے خلاف بد دعا نہ کرو گے تو میں تم سے روٹھ جاؤں گی پھر وہ روٹھ گئی، آخر وہ مجبور ہو کر گدھے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر نکل گیا، شیطان نے بھی ایک آدمی کی صورت میں اس کو سبز باغ دکھائے کہ اگر تم بد دعا کرو گے تو بنی اسرائیل کو شکست ہو جائے گی اور تم اس شہر بلقا کے سردار اور پیغمبر بن جاؤ گے، تمہاری حسین و جمیل بیوی بھی تم سے راضی ہو جائے گی، اس نے مضبوط ارادہ کیا اور حضرت یوشع علیہ السلام کے خلاف بد دعا کر دی، اس روز بنی اسرائیل کو شکست ہوئی تو حضرت یوشع علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا، مولا، ہم نے چھ مہینوں سے محاصرہ

Marfat.com

کرر کھا تھا کہ ان کافروں کا شہر فتح کر کے تیرا حکم بجالائیں اور تیرا شکر ادا کریں، آج کی جنگ وہ جیت گئے ہیں تو اس میں بھی تیرا حکم کارفرما ہے، آخر اس کا کیا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی، اے یوشع! اس قوم میں ہمارا ایک مقبول بندہ رہتا تھا، اس کی بددعا کی وجہ سے آج بنی اسرائیل کو شکست ہوئی، گویا اسے اسکی عبادت کا صلہ مل چکا ہے، اب اس سے تقویٰ کا لباس اور اسم اعظم کی دولت چھین لی گئی ہے، اس کے بعد اگلے دن آپ نے اپنے لشکروں کے ساتھ حملہ کیا تو فتح ونصرت نصیب ہوئی، بلعم بن باعور نے بہت دعا مانگی مگر کوئی لفظ پذیرائی حاصل نہ کرسکا، آخر وہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام نیاز بجالایا، آپ نے فرمایا، اب تیرے پاس تین دعائیں ہیں، جو مانگنا چاہتے ہو مانگ لو، مگر اس بے ادبی اور گستاخی کا وبال سر چڑھ کر بول رہا تھا، بیوی پھر آڑے آگئی اور تینوں دعائیں اس پر صرف کردیں، خود ہمیشہ کیلئے مردود بن گیا، ادھر بنی اسرائیل اتنا کچھ دیکھنے کے باوجود بھی گستاخیوں اور نافرمانیوں سے باز نہیں آئے تھے، روایت ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے ان کو حکم دیا کہ حطة کہتے ہوئے اور سجدہ شکر بجالاتے ہوئے شہر بلقا میں داخل ہو جاؤ، انہوں نے آپ کے حکم کا مذاق اڑایا اور حطة حطة، یعنی گندم گندم کہنے لگے اور سجدے کی جگہ اپنے سرین ہلانے لگے، اللہ تعالیٰ نے اس بے وفا قوم پر وبا نازل فرمائی، بعض کے بقول آگ نازل فرمائی جس سے تقریباً ستر آدمی ہلاک ہوگئے، باقی قوم نے استغفار کیا، پیغمبر برحق نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمادیا، پھر آپ نے شہر کے تمام بتوں کو مسمار کردیا، شہر کے حکمران کو تختہ دار پر لٹکایا اور اہل شہر کو امت موسوی میں شامل کرلیا، اس کے بعد آپ نے عماد، صیفون جیسے شہر بھی فتح کیے، آخر سارا

Marfat.com

ملک شام فتح کر کے بنی اسرائیل میں تقسیم کیا اور حضرت کالوت علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کرنے کے بعد دو سو بیس برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

پیغمبر حضورا علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

ملک یمن میں ایک بستی کا نام ''حضورا'' تھا، اس کے باشندے عرب تھے اور وہ سب کے سب شرک و کفر کے اندھیروں میں کھوئے ہوئے تھے، سینکڑوں اصنام کی پرستش کرنا ان کی زندگی کا مقصد تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کیلئے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا، پیغمبر برحق نے ان کو توحید کی دعوت دی اور اعلیٰ انسانی اخلاق اپنانے کی تلقین فرمائی مگر انہوں نے تصدیق کی بجائے تکذیب کا راستہ اپنایا اور ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، یہاں تک کہ اس جانِ معصوم کو شہید کر دیا۔ یہ گستاخی اور بے ادبی کی انتہا تھی جس سے خداوند تعالیٰ کا قہر و غضب جوش میں آ گیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر جیسے ظالم اور قاہر بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے ان کو قتل کیا اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھانے پر مجبور کر دیا، جب قتل عام سے لوگ پریشان ہوئے تو بستی چھوڑ کر بھاگنے لگے، فرشتوں نے ان کو آواز دی کہ مت بھاگو! اپنے گھروں اور مالوں کی طرف لوٹ جاؤ، شاید تم میں سے کوئی مالدار اور صاحب ثروت ہو جائے، بخت نصر نے ان کا خوفناک تعاقب کیا اور ایک ایک کو پکڑ کر بے دریغ قتل کیا، اس دوران کسی ہاتف غیبی نے آواز دی، یہ ہے انبیا کرام کے قتل کا انتقام، باقی ماندہ افراد کو پشیمانی لاحق ہوئی مگر ان کے اقرار جرم نے بھی ان کو کوئی فائدہ نہ دیا، ﴿تفسیر مظہری ۶/ ۱۸۷﴾ اس عبرتناک واقعہ سے معلوم ہوا کہ محبوبان خدا کی تکذیب اور عداوت باعث ہلاکت ہے، ان کی گستاخی اور بے ادبی سے ایمان کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

جان کو بھی خطرات لاحق ہوتے ہیں جس کو بچانے کیلئے انسان اپنی زندگی کا سرمایہ صرف کر دیتا ہے، حدیث قدسی میں ہے، من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ، جو میرے کسی دوست سے دشمنی رکھتا ہے تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں، ﴿صحیح بخاری شریف﴾ مولانا روم فرماتے ہیں ۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکاں کند

حضرت الیاس علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

حضرت الیاس علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے، آپ حضرت یسع علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے، تین واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت ہارون بن عمران تک جا پہنچتا ہے، حضرت حزقیل علیہ السلام کے وصال کے بعد قوم بنی اسرائیل نے فسق و فجور کا راستہ اپنا لیا اور آسمانی تعلیمات کو چھوڑ کر اصنام پرستی اور فسادات ہستی کا شکار ہوگئی ۔ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے ملک شام کو فتح کرنے کے بعد بنی اسرائیل کو مختلف علاقوں اور شہروں میں تقسیم کر دیا تھا، کچھ لوگ شہر بعلبک میں آباد ہو گئے اور انہوں نے بعل نامی بت کی عبادت شروع کر دی ، یہ بت زر خالص سے بنایا گیا تھا جس کی لمبائی تیس گز تھی ،اس کے چالیس منہ تھے اور لوگ اس کی از حد تعظیم و توقیر کرتے تھے، اس کی خدمت میں چار سو ملازم متعین تھے ، شیطان اس کے کھوکھلے پیٹ میں بیٹھ کر لوگوں کو گمراہی اور صنم پرستی کی تعلیم دیا کرتا تھا ، پجاری اس بت کے اندر سے آنے والی آواز کو آسمانی تعلیم کا مصداق تصور کرتے اور لوگوں میں عام کرتے تھے ،قوم کا بادشاہ بھی مشرک تھا، اللہ تعالیٰ نے اس وفا نا آشنا قوم کی

Marfat.com

طرف حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ بھی تورات کے احکامات کی پیروی کرتے تھے۔ آپ نے بادشاہ قوم کو ہر جمعہ کے روز دعوت توحید دی مگر اس نے انتہائی ڈھٹائی کا ثبوت دیا، اس کے امرا میں سے صرف ایک امیر نے اسلام قبول کیا اور پیغمبر حق کی اطاعت کی، بادشاہ آپ کی شدید مخالفت پر اتر آیا حتیٰ کہ آپ شہر چھوڑ کر کوہستانی علاقے میں چلے گئے، وہاں آپ نے سات سال تک قیام کیا، جھوٹے اور مکار لوگوں کی شاہی جماعت آپ کے پاس آکر کہنے لگی کہ بنی اسرائیل آپ پر ایمان لانا چاہتے ہیں لہذا آپ شہر تشریف لائیں، آپ نے دعا کی، اے خدا تعالیٰ! اگر لوگ سچے ہیں تو میری مدد فرما اور اگر جھوٹے ہیں تو مجھے ان کی شرارت سے محفوظ فرما، ابھی آپ دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ آسمان سے خوفناک آگ نازل ہوئی جس نے ان گستاخوں اور بے ادبوں، جھوٹوں اور مکاروں کو راکھ بنا کر رکھ دیا، اس جماعت کے بعد بادشاہ نے بڑے طاقتور لوگوں کا لشکر بھیجا کہ آپ کو گرفتار کیا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے، یہ لشکر بھی آتش سوزاں کی نذر ہو گیا، تیسری بار بادشاہ نے مسلمان امیر کی قیادت میں جماعت روانہ کی، اس نے حضرت الیاس علیہ السلام کو سارا ماجرا بتا دیا کہ دراصل یہ آپ کی گرفتاری کیلئے سارا کھیل رچایا جا رہا ہے، ادھر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ آپ بادشاہ کے پاس چلے جائیں، میں آپ کا محافظ اور نگہبان ہوں، آپ شہر میں پہنچے تو بادشاہ کا اکلوتا بیٹا مر گیا اور وہ اس کے غم واندوہ میں ایسا پھنسا کہ آپ کا احساس تک نہ رہا، سات سال کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کا یہ ظہور ثانی تھا، آپ نے پھر قوم کو دعوت توحید دی اور اصنام پرستی سے روکا مگر قوم سدھرنے کا نام نہ لیتی تھی، آپ پھر اس گستاخ اور نافرمان لوگوں سے دلبر داشتہ ہو کر کوہستانی علاقے کی

Marfat.com

خوشگوار فضا میں تشریف لے گئے ، آپ نے عرض کیا ، مولا! میں قوم سے بہت رنجیدہ خاطر ہوں تو مجھے اپنے پاس بلا لے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے الیاس! میں دنیا کے نظام کی اصلاح کیلئے تمہیں اور تمہارے پیرو کاروں کو برقرار رکھوں گا اگر چہ تم تعداد میں بہت کم ہو، آپ نے عرض کیا ، اگر تو مجھ سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو قوم بنی اسرائیل سے انتقام لے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیسا انتقام، آپ نے عرض کیا، میں چاہتا ہوں کہ سات سال تک میری اجازت کے بغیر بارش نہ برسے، اس کے بعد بارش بند ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے پرندوں کو مسخر کردیا جو آپ کے کھانے کا انتظام کرتے رہے ، قحط سالی عام ہو گئی ، درخت سوکھ گئے ، چرا گاہیں ویران ہوگئیں، جانور آب ودانہ کے بغیر مرنے لگے، لوگوں کی یہ کیفیت ہوگئی کہ اگر کسی مکان سے دھواں اٹھتا نظر آتا تو کہتے ، شاید اس مکان میں حضرت الیاس علیہ السلام موجود ہیں مگر آپ تو قوم سے جدا ہو کر کوہستانی علاقے میں رہتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قحط سالی کو تین سال ہو گئے تو آپ کا گزر ایک بوڑھی خاتون کے مکان سے ہوا، آپ نے پوچھا، کھانے کیلئے کچھ ہے، اس نے کہا تھوڑا سا آٹا اور روغن زیتون ہے، آپ نے اس کیلئے برکت کی دعا فرمائی ، اللہ تعالیٰ نے اسے اتنی برکت دی کہ قوم حیران ہوئی، قوم نے اس برکت اور دولت کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ایک بزرگ دین کا ادھر سے گزر ہوا تھا، یہ برکت اور دولت ان کے قدموں کی خیرات ہے، قوم نے کہا وہ یقیناً حضرت الیاس علیہ السلام ہی ہوں گے، پھر قوم آپ کو تلاش کرنے لگی، آخر ایک دن آپ مل ہی گئے، آپ نے حضرت یسع کے گھر پناہ حاصل کی ، اس دوران حضرت یسع بیمار تھے، آپ کی دعا سے تندرست ہو گئے اور آپ کے دست راست بن گئے ، ادھر عذاب کا عرصہ ختم ہو

Marfat.com

گیا اور آپ کے دم قدم سے روشنی کی کرنیں عام ہونے لگیں، حضرت الیاس علیہ السلام کی گستاخی اور بے ادبی کی نحوست نے ساری قوم کو ذلت کا ایسا مزا چکھایا کہ زمانہ آج بھی اس کو یاد کر کے لرز اٹھتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

قوم بنی اسرائیل قدم قدم پر ٹھوکریں کھانے کی عادی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت و طہارت کیلئے ہزاروں پیغمبر مبعوث فرمائے۔ ایک پیغمبر کا نام شموئیل علیہ السلام تھا، انہوں نے حضرت طالوت کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا تو قوم نے بہت حیل و حجت سے کام لیا، پھر تابوت سکینہ کے آنے سے کسی قدر مطمئن ہوئے اور چار و نا چار حضرت طالوت کی سربراہی میں جمع ہو گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے قوم پر جہاد فرض کر دیا تو حضرت طالوت قوم کا ستر ہزار پر مبنی لشکر جرار لے کر ایلیا والوں کے خلاف جہاد کرنے نکلے، راستے میں میٹھے پانی کی نہر تھی، حضرت طالوت نے کہا یہ نہر تمہارے امتحان کی جگہ ہے، جو پانی پی لے گا وہ مذہب اور جماعت سے خارج متصور ہوگا، جو نہ پیئے گا وہ ملک وقوم کا خیر خواہ ہوگا، ادھر گرم ہوا چلنے لگی جس نے پیاس دو آتشہ کر دی اس امتحان میں صرف تین سو تیرا افراد ثابت قدم رہے، باقی سب نافرمانوں نے پانی پی لیا اور پھر گستاخوں کی صف میں شامل ہو گئے، ان لوگوں پر فوراً عذاب نازل ہوا، ان کے پیٹ پھول گے اور چہرے سیاہ ہو گئے حضرت طالوت کے تابع فرمانوں میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے جنہوں نے جنگ کے دوران جالوت کو پتھر سے ہلاک کر دیا اور حضرت طالوت کے تین سو تیرا افراد بہت بڑے لشکر پر غالب آ گئے حضرت طالوت نے اپنی

Marfat.com

شہزادی کا نکاح حضرت داؤد علیہ السلام سے کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام بہت جاہ وجلال والے پیغمبر تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم اور جسم کی دولتوں اور طاقتوں سے نوازا تھا، آپ نے جالوت جیسے شہ زور کافر کو قتل کر کے اپنی شجاعت کا سکہ بٹھایا اور زبور جیسی کتاب سے علم وفضل کے چشمے بہائے، آپ بہت زیادہ خوش آواز تھے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو پہاڑوں پر وجد طاری ہو جاتا، پرندے جھوم اٹھتے، شجر وحجر میں انقلاب رونما ہو جاتا، ایک انسان تھا جس نے گمراہی کے راستے ترک نہ کئے۔ حضرت طالوت کے بعد آپ قوم کے بادشاہ بھی بن گئے، آپ نے شریعت نافذ فرمائی، لوگوں کو عدل وانصاف فراہم کیا، کافروں سے جہاد کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت معجزات عطا فرمائے جو آپ کی صداقت کی برہان تھے، تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ ایک روز ایک فرشتے نے آ کر عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بسر اوقات کیا کریں، آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا، یا اللہ! میں کونسا کام کروں، حکم ہوا، لوہے کی زرہ بنایا کرو، آپ نے زرہ بنانے کا کام شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر لوہے کو نرم کر دیا، آپ جیسے چاہتے اسے موم کی طرح ڈھال لیتے تھے، آپ ایک زرہ چھ ہزار درہم میں فروخت کیا کرتے تھے، چار ہزار اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیئے اور دو ہزار سے اہل وعیال کی پرورش فرماتے تھے، آپ کا یہ معجزہ بھی مشہور تھا کہ گھوڑے کی زین کسنے تک ساری زبور پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے، ان روزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین روزے قرار دیا ہے، حضرت داؤد علیہ السلام کو آسمانی زنجیر سے سرفراز کیا گیا تھا، اسکی یہ خاصیت تھی کہ بیمار اس کو پکڑتے ہی صحت یاب ہو جاتا، جھوٹے اور سچے آدمی کے درمیان فیصلہ کرنا مقصود ہوتا تو ان کو زنجیر

Marfat.com

کے پاس لایا جاتا جس کا ایک سرا آسمان میں گم اور دوسرا سرا آپ کے حجرہ عبادت میں موجود تھا، جھوٹے آدمی کا ہاتھ زنجیر تک نہ پہنچ سکتا تھا، بعد میں اس کو آسمان پر اٹھا لیا گیا، تفسیر مدارک میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہود کیلئے جمعہ کا دن عبادت کیلئے مقرر کیا تو انہوں نے نافرمانی اور بے ادبی کی پرانی جبلت سے مجبور ہو کر ہفتے کا دن مقرر کر لیا، پھر ہفتے کی تعظیم یہود پر فرض ہو گئی یہاں تک کہ دنیاوی کاروبار اور مچھلی وغیرہ کے شکار کی بھی شدید ممانعت کر دی گئی، خدا تعالیٰ کی قدرت کہ ہفتے کے روز مچھلیاں بھی زیادہ نمودار ہونا شروع ہو گئیں، یہود نے ان کو پکڑنے کیلئے ہفتے کے دن جال لگانے شروع کر دیئے، اب مچھلیاں اس ممانعت کے روز جال میں پھنس جاتیں تو وہ اتوار کو آ کر ان کا شکار کر لیتے، رفتہ رفتہ حکم خداوندی سے بے اعتنائی بڑھتی گئی اور وہ گستاخی اور نافرمانی میں دلیر ہوتے چلے گئے، بنی اسرائیل تین قسم کے گروہ تھے، کچھ تو نافرمان تھے، کچھ ان کو نافرمانی سے روکتے تھے اور کچھ بالکل غیر جانبدار تھے، ایک روز ایسا ہوا کہ کوئی شکاری گھر سے باہر نہ نکلا، لوگوں نے تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ ان سب نافرمانوں اور بے ادبوں کی صورت مسخ ہو گئی ہے، وہ سب بندروں کی شکل میں تبدیل ہو چکے ہیں، تین دن تک ان کی یہی حالت رہی اور چوتھے دن تمام ہلاکت کی گھاٹ اتر گئے، بعض روایات میں آیا ہے کہ نوجوانوں کی شکل بندروں جیسی جبکہ بوڑھوں کی خنزیروں جیسی بن گئی تھی۔ ﴿استغفر اللہ﴾

حضرت ابن جریج سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے چند آدمیوں کے پاس سے گزرے، وہ ایک مکان میں کھڑے تھے، آپ نے پوچھا، مکان کے اندر کون ہے، انہوں نے ازراہ مذاق کہا مکان کے اندر خنزیر ہیں، آپ نے اسی وقت دعا کی، اے اللہ! ان کو خنزیر ہی کر دے، اس وقت وہ سب کے سب خنزیر ہو

Marfat.com

گئے، ﴿تفسیر ابن جریر ۶/ ۲۰۵﴾

حضرت زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کے گستاخوں کا انجام

ایک روایت ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ہوئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ارمیا کی اولاد سے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا، آپ ہر وقت بنی اسرائیل کو نیکی کا درس دیتے اور برائی سے روکتے تھے، تلون مزاج قوم کو آپ کے وعظ و نصیحت سے شدید نفرت ہوگئی، یہاں تک کہ ایک دن آپ کو شہید کرنے کے درپے ہوگئی، آپ حکم خدا سے ایک بہت بڑے تنے والے درخت میں چھپ گئے، قوم نے آپ کو بہت تلاش کیا، پھر شیطان کے بتانے سے اس درخت کا سراغ لگایا اور ایک آرا لے کر اس کو نہایت بے دردی سے چیرنے لگے، روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے درخت کے ساتھ آپ کے وجود مقدس کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے، صبر و رضا کے اس مجسم کامل نے اف تک نہ کی، حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے کے عالم میں ایک صالح فرزند کے بارے میں دعا کی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا خوبصورت اور خوب سیرت بیٹا عطا فرمایا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام آپ کے اور تمام آل یعقوب کے وارث قرار پائے اور نبوت سے سرفراز ہو کر قوم کی ہدایت کیلئے مبعوث ہوئے، قوم نے ان کی ایذا رسانی کیلئے بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کی المناک شہادت کے بعد مسجد میں مصروف عبادت رہنے لگے اور قوم کو گمراہی سے بچانے کیلئے وعظ و نصیحت کرنے لگے، روایت ہے کہ بادشاہ وقت اور اسکی ملکہ نے ایک بڑا

Marfat.com

سنگین مسئلہ کھڑا کر دیا، ملکہ کے پہلے شوہر سے اسکی ایک حسین وجمیل بیٹی تھی، بادشاہ اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا، ملکہ بھی اس فعل حرام پر رضامند تھی، یہاں تک کہ قوم بنی اسرائیل بھی اس سے متفق تھی، بادشاہ نے مذہبی لوگوں کی حمایت حاصل کر نے کیلئے حضرت یحیٰ علیہ السلام سے فتویٰ حاصل کرنا چاہا مگر آپ نے واضح طور پر بتا دیا کہ بیوی کی پہلے شوہر سے ہونے والی بیٹی یعنی دختر ربیبہ سے نکاح حرام ہے، بادشاہ نے حکم جاری کر دیا کہ حضرت یحیٰ علیہ السلام کو باندھ کر میرے پاس لایا جائے، اس کے حکم کی فوراً تعمیل کی گئی، جب حضرت یحیٰ علیہ السلام کو باندھا جا رہا تھا، حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا، اگر آپ چاہیں تو اس شہر نارسا کے تمام باشندوں کو غارت کر دیا جائے، آپ نے پوچھا، اے جبریل! کیا میری تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ میں ان کے ہاتھوں مارا جاؤں، انہوں نے کہا، ہاں، آپ نے فرمایا، رضیت بقضاء اللہ تعالیٰ، میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہوں، بادشاہ وقت نے آپ کو شہید کر کے سر انور تن سے جدا کر دیا مگر پھر بھی اس سے آواز آ رہی تھی، دختر ربیبہ سے نکاح حرام ہے۔

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آپ کی شہادت کے بعد بادشاہ نے دختر ربیبہ سے نکاح کر لیا، ملکہ بھی اس جرم عظیم میں برابر کی حصہ دار تھی، پھر ان سب گستاخوں اور بے ادبوں پر عذاب الٰہی نازل ہوا، ملکہ کسی کام کیلئے چھت پر گئی تو تیز ہوا آئی جس نے اسے اڑا کر ایک وحشت ناک میدان میں پھینک دیا اور وہاں وہ ایک خونخوار شیر کا لقمہ بن گئی، بادشاہ وقت اور اس کی قوم پر ایک اور بادشاہ نے چڑھائی کر دی جس کی افواج نے ستر

Marfat.com

ہزار اسرائیلیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا، واقعی اللہ تعالیٰ غالب ہے اور بہتر انتقام لینے والا ہے۔اس نے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسے پیغمبروں کا خوب بدلہ لیا اور ان کی دو معصوم جانوں کے عوض ہزاروں سرکش اور گستاخ انسان فنا کی گھاٹ اتار دیئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گستاخوں کا انجام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے انتہائی برگزیدہ اور اولوالعزم رسول تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو انجیل عطا فرمائی اور بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا، آپ بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر ہوئے ہیں، آپ کی یہ منفرد شان ہے کہ آپ بغیر باپ کے حضرت مریم علیہا السلام کے بطن اقدس سے پیدا ہوئے اور زمانے کی عقلوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے بڑے معجزات عطا فرمائے، آپ پھونک مار کر مٹی کے پرندے کو اڑا دیا کرتے تھے، مردوں کو زندہ کرتے، اندھوں کو بینا کرتے اور کوڑھیوں کو شفا عطا کرتے تھے، مگر ہٹ دھرم قوم نے مخالفت باندھ لی اور کہنے لگے کہ بھلا ایک بن باپ کے پیدا ہونے والے انسان کی ہم کیسے اطاعت کریں، آپ نے ان گستاخوں اور بے ادبوں کیلئے دعا فرمائی جس سے پانچ ہزار آدمی خنزیر بن گئے اور گلیوں میں نجاست کھانے لگے، پھر تین دنوں کے بعد واصل جہنم ہو گئے، آپ نے فرمایا میں شریعت موسوی کو منسوخ کر کے شریعت عیسوی کو نافذ کرنے آیا ہوں، بنی اسرائیل نے آپ اور آپ کی والدہ کو گالیاں دیں تو آپ کی دعا سے ان کے چہرے مسخ ہو گئے، آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کا انجام

حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کے ظہور نور سے پہلے جتنے پیغمبر مبعوث ہوئے، ایک قوم، ایک علاقے یا ایک خاندان کیلئے مبعوث ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے اپنا رسول بنا کر مبعوث فرمایا، حدیث پاک ہے، ارسلت الی الخلق کافۃ، میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں، ﴿صحیح مسلم﴾ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہاں پروان چڑھے اور چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا، اعلان نبوت سے پہلے سارا معاشرہ آپ کو از حد عزت واحترام کے ساتھ دیکھتا تھا، صادق اور امین کے مبارک لقبوں سے یاد کرتا تھا، آپ کے وسیلے سے بارش حاصل کرتا تھا، آپ غریبوں، بیواؤں، مسافروں کے ملجا اور ماویٰ تھے، اہم قومی امور میں آپ ﷺ کی رائے کا سب سے زیادہ ادب واحترام کیا جاتا تھا، جونہی اعلان نبوت فرمایا، بتوں کے پرستار آپ ﷺ کی جان کے دشمن بن گئے اور انہوں نے ظلم وتشدد کے پہاڑ توڑنا شروع کردیئے، کوئی راستے میں کانٹے بچھاتا تو کوئی پتھروں سے لہولہان کرتا، کوئی کنواں کھودتا تو کوئی گندی گالیوں سے استقبال کرتا، کوئی مجنون اور شاعر کہتا تو کوئی کاہن اور ساحر کے ناموں سے پکارتا، کوئی پاکیزہ جسم پر گندی اوجڑی پھینکتا تو کوئی راستہ روک کر مذاق کرتا، عجیب وحشت ناک ماحول تھا جسمیں محبوب خدا ﷺ چراغ ہدایت جلانے کیلئے سرگرم عمل تھے، آپ اور آپ کے وفادار ساتھیوں پر ہر حربہ آزمایا گیا، یہاں تک کہ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ جیسے واقعات رونما ہوئے، مگر ان وفا کیش انسانوں کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہ ہوئی، وہ آہنی دیوار بن کر باطل کے ہر طوفان کا

Marfat.com

مقابلہ کرتے رہے، مکہ مکرمہ کے تاریک شہر میں قریش کے پانچ سردار رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ ایذا دیتے تھے، ان کے نام یہ ہیں، عاص بن وائل سہمی، اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث، حارث بن قیس، اور ولید بن مغیرہ مخزومی، ان کا کام یہ تھا کہ یہ ہر وقت کوئی نہ کوئی شیطانی منصوبہ تیار کرتے رہتے تھے جس سے رسول اللہ ﷺ کو جسمانی اور روحانی تکلیف اٹھانا پڑتی تھی، ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے، یہ پانچوں آئے اور آپ کا تمسخر اڑایا اور طواف کعبہ میں مصروف ہو گئے، اس حال میں حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف عاص کے کف پا کی طرف، اسود کی آنکھوں کی طرف، اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث کے سر کی طرف اشارہ کیا، چنانچہ تھوڑے عرصے میں یہ پانچوں عبرت ناک موت کا شکار ہو گئے، ولید بن مغیرہ کی پنڈلی میں پیکان چبھا جس کے زخم کی وجہ سے واصل جہنم ہو گیا، عاص کے پاؤں میں کانٹا لگا اور نظر نہ آیا، اس کا پاؤں ورم آلود ہو گیا جس سے اس کا خاتمہ ہو گیا، اسود اندھا ہو کر مر گیا، اسود بن عبد یغوث کا چہرہ اس قدر سیاہ ہو گیا کہ اسکے اہل خانہ نے بھی نہ پہچانا، وہ اسی غم سے ہلاک ہو گیا، حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا تو وہ بھی دم توڑ گیا، یہ تمام کافر یہی کہتے ہوئے مر گئے کہ مجھے حضرت محمد ﷺ کے خدا نے قتل کر دیا ہے، انہی کے رد میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، انا کفینک المستھزئین، بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں، رسول ﷺ کو تکلیف دینے والوں کا سب سے عبرتناک انجام یہ ہے کہ اللہ کی لعنت کے سزاوار ہوتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے، ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلم عذاب مھینا،

Marfat.com

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت ہیں، اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ﴿پارہ۲۲ع۴﴾

روایت ہے کہ عامر بن طفیل نے اربد بن ربیعہ سے کہا کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے پاس چلو، میں انہیں باتوں میں لگا لوں گا اور تم پیچھے سے حملہ کر دینا، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، عامر نے بڑی طویل گفتگو کی، پھر جاتے ہوئے کہنے لگا، ہم چلتے ہیں، ایک بہت بڑا لشکر آپ کے مقابلے میں اکٹھا کریں گے، باہر آ کر اس نے اربد سے پوچھا، تو نے تلوار کیوں نہ ماری، اس نے کہا جب میں تلوار مارنے کا ارادہ کرتا تھا تو تو درمیان میں آجاتا تھا، حضور سید عالم ﷺ نے ان کے نکلتے وقت یہ دعا فرمائی، **اللھم اکفھما بما شئت**، جب یہ دونوں مدینہ شریف سے باہر نکلے تو ان پر بجلی گری، اربد تو جل گیا اور عامر بھی اسی راستے میں بری حالت میں مر گیا، ﴿تفسیر حسینی﴾ ایک روایت ہے کہ عرب کے ایک سرکش کافر کو دعوت اسلام دینے کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا گیا مگر اس نے مذاق اڑایا، صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تین مرتبہ گئے مگر ہر بار اسکی گستاخی اور سرکشی میں اضافہ ہوتا گیا، جب آخری بار اسکے ساتھ گفتگو کا سلسلہ شروع تھا اور وہ مذاق اڑا رہا تھا تو ایک بادل نمودار ہوا، اس سے بجلی چمکی اور اس کافر کو جلا کر راکھ کر گئی، ﴿تفسیر خازن﴾ ایک روایت میں ہے کہ ایک شقی القلب انسان حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے منہ ٹیڑا کر کے آپ کی نقلیں اتارتا تھا اور لوگوں کو ہنساتا تھا، آپ نے دیکھ لیا تو فرمایا، تو ایسے ہی ہو جائے، چنانچہ اس کا منہ ٹیڑا ہو گیا اور وہ تمام لوگوں میں تماشا بن گیا۔ ابو لہب کے ایک بیٹے نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کی طرف تھوکا اور آپ کا مذاق اڑایا تو آپ ﷺ نے دعا مانگی، اس پر اپنے

Marfat.com

شیروں میں سے ایک شیر مسلط فرما، چنانچہ جب ملک شام کی طرف تجارت کیلئے گیا تو راستے میں ایک خونخوار شیر کا لقمہ بن گیا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے گستاخ کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیا کرام کی توہین کرنے والا واجب القتل ہے، اس پر تمام امت کا اجماع ہے، آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ دردناک ہے، مولا کریم اپنے محبوبوں کی گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے گستاخوں کا انجام

حضور اکرم ﷺ کے مقدس صحابہ آپ کی ساری امت کے سردار اور تاجدار ہیں، ان سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، انکے دلوں میں تقویٰ کی دولت بے پایاں ہے، ان کے سر بارگاہ ایزدی میں خم ہیں اور زبانیں ذکر محبوب سے تر ہیں، ان کی ذوات قدسیہ دین اسلام کے ابلاغ کا سب سے بہتر ذریعہ ہیں، اگر ان پر اعتماد نہ کیا جائے تو سارے دین اسلام سے اعتماد اٹھ جائے گا، وہ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں، ان کے دشمنوں اور بے ادبوں پر خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت برستی ہے، آیئے چند ایک واقعات سے عبرت حاصل کریں۔

﴿1﴾

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ثقات سے نقل کیا ہے کہ ہم تین آدمی یمن جارہے تھے، ہمارا ایک ساتھی کوفی تھا اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان اقدس میں بدزبانی کا ارتکاب کررہا تھا، ہمارے بار بار روکنے سے بھی وہ باز نہ آیا، جب ہم لوگ یمن کے قریب پہنچ گئے اور آرام کرنے لگے، یہاں تک کہ ہم نے

Marfat.com

اسے فجر کی نماز کیلئے جگایا تو اس نے کہا، میں نے ابھی ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے سرھانے تشریف فرما ہوئے اور مجھے فرمایا، اے فاسق انسان! تجھے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کر دیا اور تو ابھی اسی منزل میں مسخ ہو جائے گا، اس کے بعد فوراً اسکے دونوں پاؤں بندر جیسے ہو گئے اور پھر اس کی باقی صورت بھی بندر کی طرح بن گئی، غروب آفتاب کے وقت ایک جنگل سے گزرے تو وہاں اور بھی بندر دیکھے، وہ مسخ ہونے والا بھی اپنی رسی توڑ کر ان بندروں میں شامل ہو گیا، ہم لوگ تھوڑی دیر ان بندروں کو دیکھنے لگے، یہ مسخ ہونے والا بندر بھی ہمیں حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، اسکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر جب سارے بندر وہاں سے جانے لگے تو وہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا، ﴿شواہد النبوۃ ص ۱۵۳﴾

......﴿2﴾......

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرد صالح نے نقل کیا ہے کہ کوفہ کا ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی توہین کیا کرتا تھا، ہر چند ہم لوگوں نے منع کیا مگر وہ بدنصیب باز نہ آیا، ہم نے تنگ آ کر کہا تم ہمارے قافلے سے علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ وہ علیحدہ ہو گیا، جب ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے اور کام مکمل کر کے واپسی کا ارادہ کیا تو اس گستاخ انسان کا غلام ہم سے ملا، ہم نے پوچھا، کیا تم اور تمہارا آقا ہمارے ساتھ واپسی کا ارادہ رکھتے ہو، یہ سن کر غلام نے جواب دیا، میرے آقا کا تو بہت برا حال ہے، ذرا آپ لوگ بھی میرے ساتھ چل کر اس کا حال دیکھ لیں، ہم سب اس غلام کے ساتھ ایک مکان میں پہنچے جہاں وہ گستاخ انسان بڑا اداس ہو کر بیٹھا تھا، اس نے کہا، مجھ پر بہت بڑی افتاد ٹوٹ پڑی ہے، پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ آستین نکال کر دکھائے جو خنزیر کے پاؤں

Marfat.com

کی طرح ہو چکے تھے، آخر ہم لوگوں نے ترس کھا کر اسے قافلے میں شامل کر لیا۔ دوران سفر ایک جگہ چند خنزیروں کا گروہ دکھائی دیا اور وہ گستاخ انسان اچانک مسخ ہو کر خنزیر بن گیا اور ان کے ساتھ مل کر بھاگنے لگا۔ پھر ہم لوگ اسکے غلام اور اسکے ساز و سامان کو ساتھ لے کر کوفہ پہنچ گئے، ﴿شواہد النبوۃ ص ۱۵۴﴾

﴿3﴾

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ملک شام میں ایک ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جس نے نماز سے فارغ ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے بد دعا کی، جب دوسرے سال مجھے پھر اسی مسجد میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو اس وقت کوئی اور امام تھا اور اس نے ان دونوں بزرگوں کے حق میں بہترین دعا کی۔ میں نے نمازیوں سے پوچھا، تمہارے پرانے امام کو کیا ہوا تو انہوں نے کہا، تم بھی چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو، میں ان لوگوں کے ساتھ ایک مکان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں ایک کتا بیٹھا ہوا تھا اور اسکی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے، میں نے اس سے پوچھا، کیا تم وہی گستاخ امام ہو، اس نے سر ہلا کر جواب دیا ہاں، میں وہی گستاخ امام ہوں، ﴿شواہد النبوۃ ص ۱۵۶﴾

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول ترین فرد ہیں اور ان کے گستاخوں، بے ادبوں اور تبرہ بازوں کیلئے دنیا اور آخرت میں عبرتناک عذاب تیار ہے، اس دنیا میں ایسے واقعات کا ظہور نا عاقبت اندیشوں کے لئے پیغام عبرت ہے اور فرمانبرداروں کیلئے نوید رحمت ہے، تبرہ بازوں نے اہل بیت

Marfat.com

اظہار کی محبت ومودت کو صحابہ کرام کی گستاخی اور بے ادبی کے ساتھ مشروط کر رکھا ہے، یہ یقیناً ان کے لئے دو جہان میں خسران کا باعث ہے، اہل بیت اطہار یقیناً ان لوگوں سے بیزار ہیں۔

﴿4﴾

حضرت ابو ہدبہ جمعی کا بیان ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ عراق کے گستاخ لوگوں نے آپ کے مقرر کردہ گورنر کے چہرے پر کنکریاں ماری ہیں اور اسے ذلیل کر کے شہر سے باہر نکال دیا ہے، یہ ایک صحیح اسلامی خطوط پر چلنے والے حکمران کی بے ادبی تھی، آپ یہ خبر سن کر بہت زیادہ غمناک ہوئے، اسی حالت میں نماز کا وقت ہو گیا تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی، فرط غم اور جوش غضب میں سہو ہو گیا جس سے اور بھی زیادہ بیقرار ہو گئے، آخر آپ نے اہل عراق کے بارے میں یہ دعا کر دی، یا اللہ! عراقیوں پر قبیلہ بنو ثقیف کے لونڈے کو مسلط کر دے جو دور جاہلیت کا حکم چلا کر کسی کو معاف نہ کرے، آپ کی دعا قبول ہوگئی اور عبد الملک بن مروان کے دور حکومت میں حجاج بن یوسف جیسا بے رحم گورنر عراقیوں پر مسلط ہو گیا جس کے ظلم وستم کے سامنے اہل عراق بلبلا اٹھے، حجاج اتنا بڑا ظالم تھا کہ اس نے رسی سے باندھ کر اپنی تلوار سے ایک لاکھ اور کچھ زائد افراد کو قتل کر دیا۔ جو لوگ اس کے حکم سے قتل ہوئے ان کا کوئی شمار نہیں، حضرت ابن لیہہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا کے وقت حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ ﴿ازالۃ الخفاص ۲/۱۷۱﴾ اس واقعہ سے کئی مسائل معلوم ہوئے۔

○...... اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو نور بصیرت عطا فرمایا ہوتا ہے، وہ

Marfat.com

مستقبل کے اسرار سے واقف ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بنو ثقیف کے ایک ظالم انسان کی خبر دی اور آپ کو یہ معلوم تھا کہ ان عراقیوں کا یہی حال رہے گا، یہ شرفا کو بے عزت کرتے رہیں گے، لہٰذا ان کی گستاخیوں کا حل صرف حجاج کی تلوار ہے۔

○...... کسی نیک اور عظیم انسان کی گستاخی اور بے ادبی کی وجہ سے برا حکمران مسلط ہو جاتا ہے، حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قاتلوں پر بھی ایک برا حکمران مسلط ہوا تھا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے گستاخوں پر بھی ایسی ہی افتاد ٹوٹی تھی۔ برا حکمران بھی خدائے بزرگ و برتر کے عذاب کی ایک صورت ہوتی ہے۔

﴿5﴾

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کے منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک ایک گستاخ اور بے ادب انسان جہجاہ غفاری نے آپ کے دست مبارک سے عصا چھین کر توڑ دیا، آپ اپنے فطری حلم اور حیا کی وجہ سے خاموش رہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس گستاخ اور بے ادب کو معاف نہ کیا، ہوا یہ کہ اس کے ہاتھ میں کینسر کا مرض پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا، پھر وہ ایک سال کے اندر ہی فوت ہو گیا، ﴿تاریخ الخلفا ص ۱۱۲﴾ حضرت ابو قلابہ سے مروی ہے کہ میں نے ملک شام میں ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے سنا "افسوس میرے لئے جہنم ہے" میں یہ صدا سن کر اسکے قریب گیا اور دیکھا کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور آنکھوں سے اندھا ہے، وہ چہرے کے بل زمین پر لیٹ کر یہ صدا بلند کر رہا تھا، یہ منظر دیکھ کر میں نے پوچھ ہی لیا کہ اے شخص! یہ تیرا کیا حال ہے، اور تجھے کس طرح اپنے

Marfat.com

جہنمی ہونے کا یقین ہے، اس نے کہا، میرا حال نہ پوچھو، میں ان بدنصیب لوگوں میں شامل تھا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کیلئے مکان خلافت میں گھسے تھے، میں نے ان کی زوجہ محترمہ کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا تھا، یہ ظلم دیکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے میرے لئے یہ دعا کی تھی، اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور قدموں کو توڑ دے اور تجھے اندھا کر دے اور تجھے جہنم میں پھینک دے، میں ان کے جلال کو دیکھ کر کانپ اٹھا اور خوف و دہشت کے عالم میں بھاگ گیا، اب تین دعائیں تو پوری ہو چکی ہیں، میرے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں ضائع ہو چکی ہیں، صرف چوتھی دعا باقی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ بھی پوری ہو کر رہے گی، میں اس کے پورے ہونے کا انتظار کر رہا ہوں، اپنے اس جرم عظیم کو یاد کر رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اعلان کر رہا ہوں۔ ﴿ازالۃ الخفاء ص ۲۷۲﴾

﴿6﴾

منقول ہے کہ حاجیوں کا قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو تمام اہل قافلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے، ایک شخص نے توہین کرتے ہوئے کہا، وہ تو بہت دور ہے، میں وہاں نہیں جا سکتا، خیر قافلہ اپنے وطن کو چل پڑا، تمام افراد قافلہ بخیر و عافیت پہنچ گئے مگر اس گستاخ اور بے ادب آدمی پر ایک درندے نے حملہ کیا اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، تمام اہل قافلہ نے بیک زبان ہو کر یہی نتیجہ اخذ کیا کہ یہ عبرتناک انجام دراصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی گستاخی اور بے ادبی کی وجہ سے ہے۔ ﴿شواہد النبوۃ ص ۱۵۸﴾

﴿7﴾

حضرت علی بن زازان سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے کوئی بات ارشاد فرمائی تو ایک بدقسمت آدمی نے کہا، اے امیر المومنین! آپ جھوٹ بول رہے ہیں، آپ نے فرمایا، اے آدمی! اگر میں سچا ہوں تو ضرور تو عذاب خداوندی کا شکار ہوگا، اس بے ادب اور گستاخ نے خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے کی بجائے مزید بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کرتے ہوئے کہا، آپ میرے بارے میں بددعا کر دیجئے، مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، پھر یہ الفاظ ادا کئے ہی تھے کہ اس کی دونوں آنکھیں ضائع ہوگئیں اور وہ اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا، ﴿ازالۃ الخفاء ص ۳۷۳﴾ ایک بے ادب اور گستاخ آدمی آپ کی بارگاہ خلافت میں رہ کر آپ کی جاسوسی کیا کرتا اور خفیہ خبریں آپ کے مخالفین تک پہنچایا کرتا تھا، آپ نے اس سے دریافت کیا تو وہ قسمیں اٹھانے لگا اور اپنی برأت کا اظہار کرنے لگا، آپ نے جلال کے عالم میں فرمایا، اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اندھا کر دے، پھر ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ آدمی اندھا ہو گیا اور لوگ اسکو لاٹھی کے سہارے چلانے لگے، ﴿شواہد النبوۃ ص ۱۶۷﴾

8

حضرت ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، آپ خاندان قریش کے نہایت باوقار فرد تھے، آپ نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول فرمایا" السابقون الاولون " میں شمار ہوئے، آپ نے اسلام کی حمایت میں سب سے پہلا تیر چھوڑا، کمال کے تیر انداز تھے، حضور پیغمبر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام معرکوں میں حاضر رہے، شعب ابی طالب میں تمام مشکلات کا مقابلہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے فرمایا، اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی، اے اللہ! ان کے تیر کے

Marfat.com

نشانے کودرست فرمااوران کی ہر دعا قبول کر لے، خلافت راشدہ کے زمانے میں آپ فارس اور روم کے خلاف اسلامی عساکر کے سالارِاعظم مقرر رہوئے، آپ کو فاتح فارس کا لقب بھی عطا ہوا، خلافت فاروقی میں کوفہ کے گورنر بھی متعین ہوئے، کچھ عرصے کے لئے اس عہد سے ہٹا دیئے گئے تو بھی ایک سپاہی کی حیثیت سے برابر جہاد میں سرگرم عمل رہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کوفہ کا گورنر بنادیا، ۵۵ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوااور اونی جبے میں کفنایا گیا جو جنگ بدر میں آپ کے جسم اقدس پر موجود تھا، آپ کے جنازے میں لوگوں نے انتہائی عقیدت و محبت کا مظاہرہ کیا، آپ جنت البقیع میں دفن کئے گئے، بُہت سے کمالات وخصوصیات کے حامل انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سیف اللسان بنایا تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی بے ادبی و گستاخی کرنے والا ہمیشہ ذلت و رسوائی کا نشانہ بن گیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دربار خلافت میں آپ کی شکایات پیش کیں، انہوں نے تحقیقات کیلئے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوکوفہ روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ وہ کوفہ کی ہر مسجد کے نمازیوں سے پوچھیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیسے آدمی ہیں، چنانچہ تحقیقات کرنے والی جماعت صحابہ نے جس جس آدمی سے بھی پوچھا اس نے آپ کے متعلق بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا، ایک مسجد میں فقط ایک آدمی نے آپ کے خلاف یہ شکایات پیش کیں، **لا یقسم با لسوية ولا يسير بالسرية ولا يعدل فى القضية**، یعنی مال غنیمت درست طریقے سے تقسیم نہیں کرتے، خود لشکروں میں شامل نہیں ہوتے اور مقدموں میں عدل و انصاف سے کام نہیں لیتے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے یہ الزامات سن کر

Marfat.com

اس بدنصیب آدمی (ابوسعدہ) کے بارے میں دعا کی، اے اللہ! اگر یہ آدمی جھوٹا ہے تو اسکی عمر لمبی کر دے، اسکی محتاجی کو دراز کر دے اور اسکو فتنوں میں مبتلا کر دے، حضرت عبدالملک بن عمیر تابعی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی دعا کا اثر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اور وہ بے ادب و گستاخ آدمی ﴿ابوسعدہ﴾ اتنا بوڑھا ہو چکا تھا کہ اسکی دونوں بھنویں اور دونوں آنکھیں لٹک پڑی تھیں، وہ در بدر خیرات مانگ کر گزر اوقات کیا کرتا تھا، پھر اس بڑھاپے کے عالم میں بھی راہ چلتی ہوئی جوان لڑکیوں کو تنگ کیا کرتا تھا، جب کوئی اس سے اسکا حال دریافت کرتا تو کہتا، میں ایک بوڑھا ہو جو فتنوں میں مبتلا ہوں، مجھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی دعائے ضرر نے تباہ کر دیا ہے، ﴿بخاری ومسلم، بیہقی، حجۃ اللہ علی العالمین ۲/ ۸۶۵﴾ ایک بے ادب اور گستاخ نے آپ کے سامنے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو گالی دی تو آپ نے جلال کے عالم میں یہ دعا مانگی، اے اللہ! اس بے ادب اور گستاخ نے تیرے ولی کے خلاف ہرزہ سرائی کا ارتکاب کیا ہے، مجلس برخاست ہونے سے پہلے پہلے اس پر اپنا عذاب نازل فرما دے، آپ کی زبان سے دعا کیا نکلی، اس مردود کا گھوڑا بدک اٹھا اور وہ سر کے بل پتھروں پر آ گرا، پتھروں کی وجہ سے اس کا سر پاش پاش ہو گیا تھا، ﴿حجۃ العالمین ۲/ ۸۶۶﴾ روایت ہے کہ ایک گستاخ آدمی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کرنے لگا، آپ نے فرمایا، تم اپنی خبیث حرکت سے باز آ جاؤ ورنہ میں تمہارے لئے دعائے ضرر کر دوں گا اور تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے، اس گستاخ آدمی نے کہا، مجھے آپ کی دعائے ضرر کا کوئی خطرہ نہیں، اس سے میرا کیا بگڑ سکتا ہے، اسکی یہ ہرزہ سرائی سن

Marfat.com

کر آپ کو جلال آ گیا، آپ نے اسی وقت یہ دعا مانگی، یا اللہ! اگر اس آدمی نے تیرے محبوب اکرم ﷺ کے صحابہ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا ہے تو اسے آج ہی اپنے قہر و غضب کی کوئی نشانی دکھا دے تا کہ دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو جائے، اس دعا کے بعد جیسے ہی وہ گستاخ آدمی مسجد سے باہر نکلا تو بالکل اچانک ایک طرف سے ایک پاگل اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور اس کو زمین پر گرا کر اس بے رحمی کے ساتھ دبانے لگا کہ اس کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور فوراً ہی واصل جہنم ہو گیا، یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑتے ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کو مبارک باد پیش کرنے لگے کہ آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے اور صحابہ کا دشمن ہلاک ہو گیا ہے۔ ﴿دلائل النبوۃ ۳/ ۲۰۷﴾

ایک عورت کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے مکان میں جھانکتی رہتی اور آپ کے عائلی حالات کے متعلق جستجو کرتی رہتی تھی تا کہ لوگوں کو آپ کے خلاف اکسایا جائے، ایک دن آپ نے اسے بلا کر سمجھایا اور اس گستاخانہ انداز سے منع کیا مگر وہ کسی طرح بھی باز نہ آئی، ایک دن آپ کو جلال آ گیا اور آپ کی زبان حق ترجمان سے یہ الفاظ نکل گئے، تمہارا چہرہ بگڑ جائے، ان الفاظ کا فوراً اثر ہوا اور اس گستاخ عورت کی گردن گھوم گئی اور اسکا چہرہ پشت کی طرف ہو گیا۔ ﴿حجۃ اللہ علی العالمین ۲/ ۸۶۶﴾

جنگ قادسیہ تاریخ اسلام میں بہت ہی معرکۃ الآرا جنگ ہے جو اہل اسلام نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایرانیوں کے مقابلے میں لڑی اور شاندار فتح حاصل کی، اس جنگ میں آپ صاحب فراش تھے اور ایک بلند مقام پر لیٹ کر عساکر اسلامی کی کمانڈ کر رہے تھے، جب مسلمانوں کو فتح نصیب

Marfat.com

ہوئی تو ایک سپاہی نے آ کر شانِ اقدس میں یہ گستاخانہ اشعار ادا کر دیئے:

﴿ترجمہ﴾ ''ہم لوگ جنگ کرتے ہیں جبکہ سعد قادسیہ کے دروازے پر تکیہ لگائے بیٹھے رہتے ہیں، جب ہم جنگ سے واپس ہوئے بہت سی عورتیں بیوہ ہو چکی تھیں، مگر سعد کی کوئی بیوی بھی بیوہ نہیں ہوئی''

ان الفاظ سے آپ کے دل کو بہت دکھ ہوا، آپ نے دعا مانگی، یا اللہ! اس گستاخ سپاہی کی زبان اور ہاتھ کو روک دے، ان کلمات کا نکلنا تھا کہ یکا یک کسی نے اس کو اس انداز سے تیر مارا کہ اس کی زبان کٹ کر گر پڑی اور ہاتھ بھی بازو سے جدا ہو گیا، وہ شخص ایک لفظ بھی نہ بول سکا کہ ختم ہو گیا، ﴿البدایہ والنہایہ ۷/ ۴۵﴾

محبوباں تے نکتہ چینی جیہڑا کرن توں باز نہ آوے
اصل منافق سمجھیں اونہوں اینویں جھوٹا پیار جتاوے
سانوں دسیا عشق سے مفتی جو نت نت ایہہ فرماوے
اعظم جتھے دل لگ جاندا اوتھے عیب نظر نہ آوے

﴿9﴾

حضرت سعید بن زید عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی خوشخبری عطا فرمائی، آپ خاندان قریش کے اعلیٰ فرد تھے اور مشہور موحد حضرت زید بن عمرو بن نفیل کے فرزند اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے، آپ استقامت کے کوہ گراں تھے، آپ دراز قد، خوبصورت اور بہادر انسان تھے، آپ نے غزوہ بدر کے سوا تمام جنگوں میں حصہ لیا کیونکہ آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم سے ایک اور مہم پر روانہ ہوئے تھے، روایت ہے کہ ایک عورت

Marfat.com

اروی بنت اویس نے آپ کے خلاف ناجائز مقدمہ درج کروایا کہ آپ نے اسکی زمین دبائی ہے، آپ نے حاکم مدینہ مروان بن حکم کے دربار میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے کسی شخص کی ایک بالشت کے برابر زمین دبائی تو قیامت کے دن اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا، اس فرمان رسول ﷺ کے سننے کے بعد بھی بھلا میں یہ کام کیونکر کرسکتا ہوں، یہ عورت محض الزام عائد کررہی ہے، مروان نے عورت سے کہا، میں تجھ سے کوئی گواہ طلب نہیں کروں گا، تو جاکر زمین حاصل کرلے، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر دعا مانگی، اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو فوراً اندھی ہو جائے اور اسی زمین پر مرے، چنانچہ اس دعا کے بعد وہ عورت اندھی ہوگئی، حضرت محمد بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے اسکو دیکھا ہے، وہ واقعی اندھی تھی اور دیواروں کو پکڑ پکڑ کر چلتی پھرتی تھی، یہاں تک کہ وہ اسی زمین کے کنویں میں گر کر مرگئی اور کسی نے اسکو نکالنے کی زحمت گوارا نہیں کی، لہذا وہی کنواں اسکی تاریک قبر بن گیا، ﴿مشکوۃ ۲/ ۵۴۶﴾ اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو رسوا کرنے کی کوشش کرتا ہے خود کائنات میں رسوا ہو جاتا ہے، بے ادبی اور گستاخی کا ناگ اپنی ایک ہی زہریلی پھنکار سے اس کی عزت و منزلت کا چراغ گل کر دیتا ہے۔

﴿10﴾

تاریخ اسلام میں زیاد نامی گورنر بہت ظالم و فاسق تھا، اس نے بہت سے صحابہ کرام کی بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اذیت پہنچائی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر موصول ہوئی کہ زیاد مدینہ منورہ کا حاکم بن کر آرہا ہے تو آپ نے محسوس کیا کہ شہر محبوب پر ایسا ظالم اور گستاخ حکمران

Marfat.com

مسلط نہیں ہونا چاہئے، آپ نے اس کے بارے میں دعا مانگی، اے اللہ! ابن سمیہ زیاد کی موت ایسی واقع ہو کہ اس کے قصاص میں کوئی مسلمان قتل نہ کیا جائے، آپ کی دعا کو شرف قبول حاصل ہوا اور وہ بے ادب اور گستاخ گورنر ایک ہفتے کے اندر طاعون کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا، کہتے ہیں کہ اس کے انگوٹھے میں طاعون کی گلٹی نکل آئی جس نے ایڑیاں رگڑنے پر مجبور کر دیا، تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام کے اس بے ادب اور گستاخ کو اللہ تعالیٰ نے عبرتناک سزا سے دوچار کیا تھا، اس کے بیٹے عبید اللہ بن زیاد نے بھی عبرتناک سزا حاصل کی۔

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ بہت مستجاب الدعا صحابی تھے، ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی ہجو کہی اور آپ کے بارے میں توہین آمیز الفاظ استعمال کئے تو آپ نے تنگ آ کر اس کیلئے دعا کی، اے اللہ! اسکی زندگی کو تلخ بنا دے اور اسکی زبان سے گویائی اور آنکھوں سے بینائی چھین لے، آپ کی دعا کے اثر سے وہ شخص گونگا اور اندھا ہو گیا، نیز اسقدر بوڑھا ہو گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے، زبان کے شل ہونے کی وجہ سے اسے کسی چیز کا مزہ محسوس نہیں ہوتا تھا۔

11

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ انصار مدینہ کے بلند پایہ فرد تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے، ہر وقت آپ پر دل و جان قربان کرنے کیلئے کمر بستہ رہتے تھے، آپ نے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں انتہائی بہادری اور سرفروشی کے جوہر دکھائے، ۴ھ کو مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان مقام رجیع میں کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے، چونکہ انہوں نے جنگ بدر میں کفار مکہ کے سردار حارث بن عامر کو قتل کیا تھا اس لئے اس کے بیٹوں نے انتقام لینے کیلئے ان کو خرید لیا اور لوہے

Marfat.com

کی زنجیروں میں جکڑ کر ایک کال کوٹھری میں بند کر دیا، پھر ایک دن آپ کو مقام تنعیم میں لا کر تختہ دار پر چڑھانے کی تیاری کرنے لگے، لوگوں کا بہت بڑا مجمع تھا، آپ نے دار ورسن کو چومنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور کہا، اے گروہ کفار! میرا دل تو چاہتا تھا کہ میں زیادہ دیر نماز ادا کرتا مگر مجھے خیال آ گیا کہ کہیں تم مجھے بزدل نہ سمجھ لو کہ موت کے ڈر سے نماز لمبی کر رہا ہے، پھر کفار مکہ نے آپ کو تختہ دار پر چڑھا دیا، اس دوران آپ چند ایمان افروز اشعار پڑھ رہے تھے، حارث بن عامر کے بیٹے ابو سروعہ نے آپ کے سینے میں نیزہ مار کر آپ کو شہید کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت عشق و محبت کی انوکھی داستان ہے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قید تنہائی کے دوران بے موسمی پھل عطا کئے جاتے تھے، حارث بن عامر کی بیٹی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت خبیب سے بہتر قیدی کوئی نہیں دیکھا، میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ وہ قید خانے میں بہترین انگوروں کا خوشہ کھا رہے ہیں حالانکہ ان دنوں مکہ مکرمہ میں کوئی پھل نہیں ملتا تھا اور انگور کا تو موسم بھی نہیں تھا، ﴿بخاری، حجۃ اللہ علی العالمین ۲/ ۸۶۹﴾ روایت ہے کہ جب آپ کو تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا تو آپ نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا، اے اللہ! میرے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرا سلام نیاز پہنچا دے، اُدھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز تھے کہ اچانک آپ نے فرمایا، وعلیکم السلام صحابہ کرام نے عرض کیا، حضور! آپ اس وقت کس کے سلام کا جواب عطا فرما رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمہارے دینی بھائی خبیب کو ابھی مکہ مکرمہ میں تختہ دار پر چڑھا دیا گیا ہے، اس نے سلام بھیجا تو میں نے اس کے سلام کا جواب عطا فرما دیا، ﴿حجۃ اللہ علی العالمین ۲/ ۸۶۹﴾

Marfat.com

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے گستاخوں اور قاتلوں کو عبرتناک سزا سے دوچار فرمایا، روایت ہے کہ آپ نے موت کو گلے لگاتے وقت یہ دعا کی تھی، اے اللہ! میرے ان تمام قاتلوں کو شمار کر لے اور ان کو ہلاک فرما دے، ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے، ایک کافر کا بیان ہے کہ جب آپ دعا کر رہے تھے، اس وقت میں زمین پر لیٹ گیا تاکہ آپ کی نظر مجھ پر نہ پڑے چنانچہ اس دعا کی وجہ سے ایک سال کے اندر تمام گستاخ قاتل ہلاک ہو گئے جبکہ تنہا میں ہی محفوظ رہا، ﴿بخاری، حجۃ اللہ علی العالمین ۲/ ۸۶۹﴾ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش چالیس دن تک سولی پر لٹکتی رہی مگر جسم مبارک بالکل تروتازہ تھا اور زخموں سے تازہ خون نکل رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو مسلمان خبیب کی لاش اتار کر لائے گا میں اس کے ساتھ جنت کا وعدہ کرتا ہوں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اس عظیم کام کیلئے تیار ہوئے، انہوں نے تیز رفتار گھوڑوں پر سفر کیا اور مقام تنعیم پہنچ کر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش اتار لی، پھر وہاں سے نکل آئے، ستر کفار نے ان کا پیچھا کیا، جب انہوں نے دیکھا کہ ہم دونوں بھی گرفتار ہو جائیں گے تو انہوں نے لاش کو زمین پر رکھ دیا، قدرت خدا کی زمین پھٹ گئی اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش اس شگاف میں اتر گئی، بعد میں دوبارہ زمین نے اپنے پھٹ میل لئے، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو اس کرامت کی وجہ سے ''بلیغ الارض'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، بعد ازاں کفار مکہ نے دیکھا کہ ان دونوں سواروں کے پاس لاش نہیں ہے تو انہوں نے پیچھا چھوڑ دیا، وہ دونوں حضرات کفار کو للکارتے ہوئے چلے گئے، ان واقعات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ

Marfat.com

اللہ والوں کی گستاخی سے جہاں ایمان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے وہاں جان بھی ضائع ہو جاتی ہے اور ان کی محبت و خدمت سے جنت کے وعدے نصیب ہوتے ہیں۔

اہل بیت رضی اللہ عنہم کے گستاخوں کا انجام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار کا بہت بلند مقام ہے، قرآن پاک کی کتنی آیات مبارکہ ان کی شان اقدس میں نازل ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو طہارت و سیادت کا مژدہ سنایا اور ان کی مودت کو ایمان کی نشانی ٹھہرایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے اہل بیت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہیں جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا، جہاں اہل بیت اطہار کی محبت اور ارادت مسلمان کی معراج ہے وہاں ان کی گستاخی اور بے ادبی ہمیشہ کی محرومیوں کا باعث ہے، اب چند واقعات سے ان گستاخوں اور بے ادبوں کو عبرت دلائی جاتی ہے جو آج بھی منبر و محراب کو استعمال کر کے حضور امام عالی مقام اور آپ کلے رفقائے شہادت کو یزید کا باغی قرار دیتے ہیں۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

(1)

میدان کربلا میں ایک گستاخ اور بے ادب کوفی مالک بن عروہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیمے کے گرد خندق میں آگ جلتی ہوئی دیکھی تو کہنے لگا، اے حسین! تو نے آخرت کی آگ سے پہلے ہی دنیا میں آگ لگا لی ہے، آپ نے فرمایا، اے ظالم! کیا تو یہ سوچتا ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا، پھر آپ نے دعا کی، اے اللہ! اس ظالم کو آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ کا بھی مزہ چکھا

Marfat.com

دے، ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ فوراً مالک بن عروہ کا گھوڑا پھسل گیا، اور وہ گھوڑے سے گر پڑا، اس کا پاؤں رکاب میں بری طرح پھنس گیا پھر کیا ہوا گھوڑے نے اسے گھسیٹ کر آگ سے بھرپور خندق میں پھینک دیا، اس طرح اس گستاخ اور بے ادب انسان کو رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا اور ساتھ ہی اس کا جسم جل بھن کر کوئلہ بن گیا ﴿روضۃ الشہداء ص ۱۶۹﴾ قرآن پاک نے کیا خوب فرمایا ہے، **فلا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون**، پس تم یہ گمان نہ کرنا کہ اللہ ظالموں کے عمل سے غافل ہے۔

﴿2﴾

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے، امام شبلی علوی نے کتاب ''المشرع المروی'' میں بیان کیا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کرامات میں ہے کہ ان کے قاتلوں میں سے کوئی نہ بچا جسکو دنیا میں عذاب نہ دیا گیا ہو، کوئی قتل کیا گیا، کوئی اندھا ہو گیا، کسی کا چہرہ بگڑ گیا اور کسی کی مملکت و دولت ضائع ہو گئی، ﴿جامع کرامات اولیا﴾ ایک گستاخ اور بے ادب انسان نے آپ سے کہا، اے حسین! تو پانی کا ایک قطرہ بھی حاصل نہ کر سکے گا اور پیاسا ہی دنیا سے چلا جائے گا، آپ نے اس کے متعلق دعا فرمائی، اے اللہ! اس گستاخ کو پیاس کی شدت سے ہلاک کر دے، پھر وہ گستاخ پانی پیتا تھا مگر سیراب نہ ہوتا تھا، آخر اسی حالت میں واصل جہنم ہو گیا، ایک کوفی نے آپ کے تالو پر تیر مارا تو آپ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اسے پیاسا کر دے، ہوا یہ کہ وہ گستاخ پیٹ کی گرمی اور پشت کی سردی سے چلاتا رہتا، یہاں تک کہ اسکے پیچھے آگ کی انگیٹھی سلگائی جاتی تا کہ حرارت پہنچتی رہے اور سامنے برف رکھی جاتی اور پنکھے سے ہوا دی جاتی تا کہ ٹھنڈک پہنچتی رہے، اسے پانچ آدمیوں کو سیراب کرنے والے برتن میں ستو گھول کر پلائے جاتے مگر پھر بھی

Marfat.com

پیاس ختم نہ ہوتی، وہ چیختا رہتا کہ مجھے اور پلاؤ، مجھے تو پیاس نے مار دیا ہے، آخر ایک دن پانی کی شدت سے اسکا پیٹ پھٹ گیا جس طرح اونٹ کا پیٹ پھٹتا ہے اور وہ ہلاک ہو گیا، ﴿جامع کرامات اولیا﴾

......﴿3﴾......

میدان کربلا میں اہل بیت اطہار سے گستاخیوں اور بے ادبیوں کا ارتکاب کرنے والے کوفی یزیدی لشکر کا ہر فرد عبرتناک سزا سے دوچار ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان پر مختار ثقفی کو مسلط کر دیا جس نے عمرو بن سعد، خولی، سنان، ابن زیاد اور شمر وغیرہ سے گن گن کر انتقال لیا اور ان کے مال و اسباب کو لوٹا، ان کے بچوں کو قتل کیا اور ان کی زندگی تباہ و برباد کر دی، بہت سے قاتل ایسے بھی تھے جن کو مہلک امراض نے گھیر لیا، وہ دنیا میں ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئے، خود یزید پلید ایک خوفناک مرض کا شکار ہو کر مر گیا، کیا یہ کم سزا ہے کہ قیامت تک ہر انسان ان پلید انسانوں کو نفرت و حقارت سے یاد کرتا ہے۔ اور یاد کرتا رہے گا۔

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

......﴿4﴾......

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عساکر کے حوالے سے ایک روایت لکھی ہے کہ ایک گستاخ اور بے ادب آدمی نے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے مزار پر پاخانہ کر دیا، ﴿معاذ اللہ﴾ اس گستاخی اور بے ادبی کی انتہا سے خدا تعالیٰ کا انتقام جوش میں آگیا اور وہ آدمی پاگل ہو کر کتوں کی طرح بھونکنے لگا، روایت ہے کہ مرنے کے بعد اسکی قبر سے بھی چیخنے اور بھونکنے کی آواز سنائی دیتی رہی، ﴿شرح الصدور ص ۷۲﴾ اس روایت کو امام مناوی نے بھی طبقات میں ابو نعیم اور ابن عساکر کے حوالے سے بیان کیا ہے، اور مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی جمال الاولیا میں اس کو رقم کیا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکارِ میلاد

حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد پاک

کے حوالے سے نجد و دیوبند کے اکابر کے اقتباسات کا فکر انگیز مجموعہ

تحقیق و ترتیب

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات برزخی کا اثبات

تحقیق و ترتیب

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

تحفۃ القادریہ
سیدنا صدیق اکبر
خزینۂ نعت
جہانِ اولیاء
سر الاسرار
بدعت حقیقت
کشف المحجوب
شاہان گوجر

قرآن حکیم کا تصور نبوت و ولایت
حدائق بخشش
تبیان الطالبین
انوار مدینہ
تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر
تذکرہ مجددین اسلام
اصحاب بدر
معجزات رسول کریم

فیوض غوث یزدانی
الفتح الربانی
تذکار میلاد
حیات برزخی کا اثبات

سیرت مصطفیٰ
سیرت و خطبات غوث اعظم

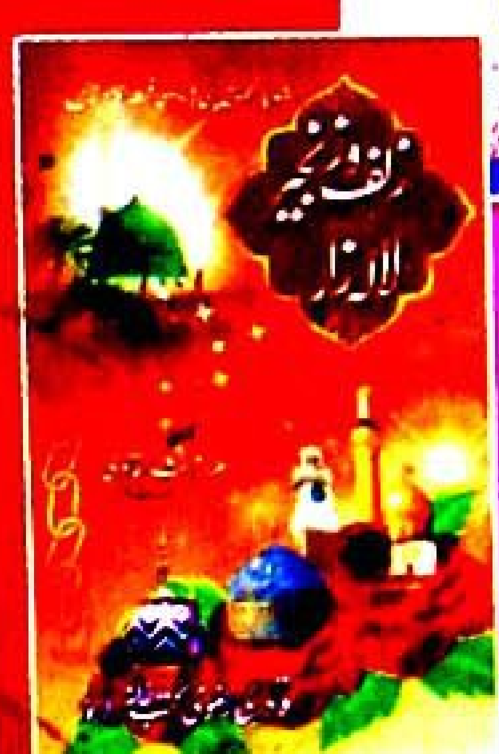

شان حبیب المنعم من روایات المسلم
مولانا نورانی کی بارہ تقریریں
ختم نبوت زندہ باد
مولانا حافظ خان محمد قادری کی تقریریں
امام اعظم کے عقائد
مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان
نزہۃ الخاطر الفاتر
بزرگ
امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ
کیا آپ جانتے ہیں
فتوح الغیب

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575

جلوہ دست قدرت
بارہ رسائل میلاد مصطفیٰ
چشمۂ علم و حکمت
سیرت غوث اعظم
جہان انبیاء
خطبات البیہ
راہنمائے نقابت
مؤدۃ القلوب
شان رسول
خطبات مجددیہ
خطبات نورانی
نورانی حکایات
شان حبیب الباری
رسائل مجدد الف ثانی
غنیۃ الطالبین
مسلمان کا عقیدہ
88
... جراں
تذکرۃ الاولیاء
سفر آخرت اور ہماری ذمہ داریاں

Marfat.com